﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿……اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿……عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد16

جمعۃ المبارک13/فروری 2009ء

18/صفر1430ہجری قمری 13/تبلیغ 1388ہجری شمسی

شمارہ 07

جبریل نے خوشخبری دی

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جس شخص نے تجھ پر درود بھیجا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔

(مسند احمد۔حدیث نمبر:15767)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تبدیلی اوراصلاح ارکان اسلام پرعمل کرنے سے ہی ہوسکتی ہے۔

یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے

تبدیلی اوراصلاح کس طرح ہو؟اس کا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے۔قرآن شریف پر تدبّر کرو اس میں سب کچھ ہے۔نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔اُس کی تعلیم اُس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو۔لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

ایسا ہی حج بھی ہے۔حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اُسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہو، نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔جیسے عاشق اور مُحبّ اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے۔یہ ایک باریک نکتہ ہے۔جیسا بیت اللہ ہے، ایک اس سے اوپر بھی ہے۔جب تک اس کا طواف نہ کرو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔اس کا طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں۔اسی طرح اس کا طواف کرنے والوں کو چاہئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہئے اور کوئی غرض باقی نہیں۔

اسی طرح پر زکوٰۃ ہے۔بہت سے لوگ زکوٰۃ دے دیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے۔اگر کُتّے کو ذبح کر دیا جاوے یا سؤر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائے گا۔زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے۔مال کو پاک کرو اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو۔جو اس میں سے دیتا ہے اُس کا صدق قائم ہے لیکن جو حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اس کے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے۔اس قسم کی غلطیوں سے دستبردار ہونا چاہئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔یقیناً سمجھو کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھہراؤ اور اعمالِ صالحہ بجالاؤ۔مال سے محبت نہ کرو۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّحَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:93) یعنی تم بِرّ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جس کو تم عزیز رکھتے ہو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہؓ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو۔بلکہ ہر ایک ان میں سے اس بات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔تم حلفاً بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 جدید ایڈیشن)

اداریہ

احمدی ماں کو سلام

ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے کامیاب دورہ جنوبی ہند میں وہاں کے احباب کے اخلاص ووفا کے ذکر پر ایک پرانی یاد تازہ ہوئی جو پیش خدمت ہے۔

جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کا آخری دن جذبات کے ہیجان کا دن تھا۔ جلسہ میں شمولیت کی خوشی، جلسہ کی کامیابی کی خوشی، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات سننے اور حضور کی زیارت کی خوشی مگر اس کے ساتھ ساتھ خیالات کی ایک دوسری رَو بھی چل رہی تھی۔ قادیان سے واپسی کی اداسی۔ کیا پھر قادیان کی زیارت نصیب ہوگی یا؟ احمدی احباب سے جدائی اور علیحدگی، بہشتی مقبرہ، مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک، الدار سے جدائی، ایسے ہی خیالات کے ہجوم میں کسی قدر تھکان اور کمزوری محسوس کرتے ہوئے قادیان کے P.C.O. میں اپنے بیٹے کے ہمراہ گیا تو وہاں لائن لگی ہوئی تھی۔ میری طرح اور کئی لوگ بھی قادیان کی زیارت سے محروم رہ جانے والے عزیزوں کو تسلّی دلانے کی کوشش میں ٹیلی فون کی سہولت سے استفادہ کرنے گئے تھے۔

ایک نوجوان اپنی والدہ کو حیدر آباد دکن فون کر رہے تھے۔ کسی کی بات کو سننا اخلاقی لحاظ سے تو کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ مگر وہاں اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ وہ اپنی والدہ کو بتا رہے تھے کہ امی ابھی ابھی کوئی دس منٹ پہلے حضور سے ملاقات کر کے آ رہا ہوں۔ یہ بات کرتے ہوئے وہ کچھ اس طرح سے جھوم رہے تھے جیسے وہ ابھی تک حضور کی زیارت سے لذت وسرور حاصل کر رہے ہیں۔

آواز کے دوسرے سرے پر اس نوجوان کی والدہ اس بات کو کس طرح سن رہی ہوگی اس کا کسی قدر اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس خاتون کو جب حضور ایدہ اللہ کے قادیان تشریف لانے کا پتہ چلا ہوگا تو سب سے پہلے تو خود قادیان جانے کی خواہش مچلی ہوگی مگر کسی غیر معمولی مجبوری کی وجہ سے، حالات یا صحت کی خرابی کی وجہ سے وہ جسمانی طور پر تو جلسہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل نہ کر پائی ہوگی مگر ذہنی طور پر تو شاید وہ اس نوجوان سے بھی زیادہ قادیان کے گلی کوچوں میں محبت وعقیدت سے گھومتی رہی ہوگی۔ حضور کے چہرے کو دیکھ کر کس طرح صدقے واری جا رہی ہوگی۔

اس نوجوان نے اپنی تین چار منٹ کی گفتگو میں یہ فقرہ ایک سے زیادہ دفعہ کہا ''امی حضور کا چہرہ......''۔ وہ اس فقرہ کو مکمل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کو یہ یقین ہوگا کہ میرا یہ نامکمل فقرہ میری ماں کے لئے مکمل ہے اور وہ اس کو بخوبی سمجھ لے گی۔ اس کی والدہ نے غالباً کسی بات کی طرف اشارہ کر کے اس سے پوچھا ہوگا کہ تم نے یہ بات حضور سے کہی تھی؟۔ ''امی مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ امی حضور کا چہرہ......''۔ وہ نوجوان اپنی بات پوری کر کے باہر نکل گیا۔ مجھے چاہئے تھا کہ اس کے پیچھے ہی باہر نکل جاتا اور اس کو گلے لگاتا۔ حضور سے ملاقات کی مبارکباد دیتا اور اس کی ماں کو عقیدت بھرا سلام بھجواتا جس کے حسن تربیت نے بچے کے دل میں اسلام و احمدیت کی محبت، خلافت اور خلیفۂ وقت کی عقیدت راسخ کر رکھی تھی۔ لیکن مَیں ایسا کرنے سے محروم رہا جس کا وہاں پر بھی افسوس رہا اور آج بھی افسوس ہو رہا ہے۔

اس ناقابل فراموش واقعہ کو مَیں اس کے بعد بہت دفعہ یاد کر چکا ہوں، بہت دفعہ بیان کر چکا ہوں اور یہ بھی سوچتا رہا ہوں کہ ماں کی مامتا تو ایسی بے کراں ہے کہ آج تک کوئی بھی اسے پوری طرح بیان نہیں کر سکا۔ ماں کی مامتا ''دین العجائز'' کے خمیر میں گندھ جائے تو پھر اس کی مقصدیت اور جذبۂ قربانی کو بھی ماپا نہیں جا سکتا۔ وہ ایک ایسی طاقت بن جاتی ہے جو دنیوی خس وخاشاک اور شیطانی وساوس کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے۔ حیدر آباد میں بیٹھی ہوئی مجبور ماں یا حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی ''بے بے'' یا میری اور آپ کی ماں، ہر احمدی کی ماں یہی کام کرتی ہے۔ وہ اپنے خون اور دودھ کے ساتھ دین کی محبت، قربانی کی عظمت، خلافت ومرکزیت کی اہمیت اپنے بچے کے دل میں قائم کر رہی ہوتی ہے۔ وہ مفتی محمد صادق اور شیر علی پیدا کر رہی ہوتی ہے۔ وہ احمدیت کا مستقبل تعمیر کر رہی ہوتی ہے۔ وہ احمدیت کے مخالفوں کو یہ بتا رہی ہوتی ہے کہ مَیں نے اپنے بچے کو دودھ نہیں کلمہ کی محبت پلائی ہے۔ مَیں نے اپنے بچے کو قرآن کی عظمت سکھائی ہے۔ مَیں نے اپنے بچے کو جماعت اور خلافت کی اہمیت پلائی ہے۔ اعلیٰ اخلاق و مذہبی اقدار اس کی گُھٹی میں شامل کر دی گئی ہیں۔

حیدر آباد کی مجبور ماں کو سلام۔ ہر احمدی ماں کو سلام۔

(عبدالباسط شاہد)

امن عالم اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے لئے دُعا کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 2رجنوری 2009ء کو تمام احمدیوں کو عالم اسلام اور فلسطینی بھائیوں کے لئے دعا کی خصوصی تحریک فرمائی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دنیا بھر میں تمام احمدی حضور انور کے ارشاد کے مطابق دعائیں کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ان کی تکلیفوں کو دُور فرمائے ۔ آمین

هو جائے اس سے پہلے نہ یوم الحساب بھی
خود اپنی ذات کا کبھی کر احتساب بھی

کُھل جائے گی حقیقت احوال اُس طرف
یہ زندگی تو خواب ہے اور اک سراب بھی

جیسے گزر رہا ہے یہ ایسے گزر نہ جائے
زیرِ رضا ہو زیست میں اپنا شباب بھی

ہے کاروانِ وقت بھی آگے رواں دواں
گزرا ہوا ہر ایک ہے لمحہ عذاب بھی

جو لغزشوں کے غم میں تڑپتا رہا یہاں
یہ تو نہیں ضروری وہاں ہو خراب بھی

ہم اُس کے آس پاس ہیں پھر اِس میں کیا عجب
کانٹوں کے درمیان کھلے جو گلاب بھی

ہے یہ مقامِ عشق سو پوچھا نہ کر سوال
کل خود بخود ملے گا تجھے ہر جواب بھی

چلتے چلو جو شوکت و سطوت سے اور تیز
دو چار کوس رہ گیا ہے انقلاب بھی

آنکھوں کی آبجو ہمیں لے جائے گی وہاں
پھر دسترس میں ہونگے بیاس و چناب بھی

(فاروق محمود۔ لندن)

کفالتِ یتامیٰ فنڈ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یتامیٰ کے حقوق کا خیال رکھنے کے بارہ میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں دکھی انسانیت کی خدمت کئی طریق سے کر رہی ہے وہاں تیموں کی کفالت کی بھی توفیق پا رہی ہے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے شکرانہ کے طور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو یتیم بچوں کی کفالت کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ اسوقت کئی مخلصین ِجماعت نے اس تحریک میں حصہ لیا جس سے نہ صرف پاکستان میں ایک سو یتامیٰ کی کفالت کے اخراجات پورے ہو رہے ہیں بلکہ اب یہ سلسلہ ایک سو یتیم بچوں کی کفالت سے بڑھکر سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں بچوں کی کفالت تک پھیل چکا ہے۔ اور اس فنڈ کے ذریعے خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی یتیم بچے نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے ہیں بلکہ اس فنڈ میں مالی معاونت کی توفیق بھی پا رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 جنوری 2004 کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کو پوری دنیا تک پھیلاتے ہوئے امراء جماعت کو اپنے اپنے ملک میں احمدی یتامیٰ کی پڑھائی اور کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات کا جائزہ لیکر کام کرنے کی ہدایت فرماتے ہوئے مالی لحاظ سے مضبوط حضرات کو اس نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی تھی چنانچہ اسوقت خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سے باہر کے کئی ممالک خصوصاً افریقہ، ہندوستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا وغیرہ میں بھی کفالت یتامیٰ کا کام وسیع ہو چکا ہے۔

جو احباب ربوہ میں یتامیٰ کی کفالت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنا چاہیں تو وہ اس تحریک کے سیکریٹری جو کہ نائب ناظر ضیافت ہیں سے وکالت مال لندن کی وساطت سے رابطہ کر کے مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ پاکستان سے باہر کی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے وہ احباب جماعت جو افریقہ یا دوسرے پسماندہ ممالک کے یتیم بچوں کی کفالت کے کار خیر میں حصہ لینے کے خواہشمند ہوں وہ حسبِ توفیق اپنی اپنی جماعت میں ادائیگی کر سکتے ہیں یا براہ راست AMJ (احمدیہ مسلم جماعت) کے نام پر چیک لندن بھی بھجوا سکتے ہیں۔

مخلصین جماعت جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا کی ہوئی ہے ان سے اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

(مبارک احمد ظفر)
ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر29

استعماری طاقتوں کی سازش اور اس کا انکشاف

روسؔ اور امریکہؔ کی استعماری طاقتوں کو مسلمانوں کے اتحاد کی یہ مؤثر ترین تحریک بھلا کب گوارا ہوسکتی تھی؟ اس لئے جونہی ان کے کانوں میں یہ آواز پہنچی انہوں نے خود مسلمانوں ہی کے ایک طبقہ کو آلۂ کار بنا کر جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کی مہم شروع کرادی۔اس گہری سازش کا سنسنی خیز انکشاف بغدادؔ کے مقتدر جریدہ "الأنباء" کے ایک فاضل اور کُہنہ مشق ادیب اور نامہ نگار الأستاذ علی الخیاط آفندی نے چھ سال بعد کیا۔ چنانچہ انہوں نے بغدادؔ کے مشہور اخبار "الأنباء"(مورخہ 21رستمبر 1954ء) میں مندرجہ ذیل مقالہ سپرد اشاعت کیا۔

(ترجمہ) **غیر ملکی طاقتیں جماعت احمدیہ کی مخالفت کی آگ بھڑکا رہی ہیں**

''گزشتہ دنوں بعض اخبارات نے قادیانی جماعت کے خلاف پے درپے ایسی صورت میں نکتہ چینی کی ہے کہ جس کی طرف انسان کو توجہ کرنی پڑتی ہے۔قادیانیت کیا ہے؟ اور اخبارات میں اس کے متعلق اس طرح نکتہ چینی کرنے کی کیا وجہ ہے؟

قادیانیوں اور ان کے مخالفین کے درمیان ایک مشکل درپیش ہے۔قطع نظر اس امر کے کہ وہ اتہامات جو قادیانیوں پر لگائے گئے ہیں وہ درست ہیں یا غلط ہیں قادیانی لوگ اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کہتے ہیں اور وہ میرزا غلام احمد صاحب کے پیرو ہونے کے مدعی ہیں جو ہندوستان میں قادیان کی بستی میں رہتے تھے اور جنہیں ان کے دعووں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا تھا کہ دین اسلام کو مستحکم کریں۔قادیانی انہیں وہی مہدیٔ موعود اور مسیح معہود سمجھتے ہیں جن کے آخری زمانہ میں آنے کے متعلق مختلف مذہبی کتابوں میں پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ **قادیانی اسلامی احکام پر عمل پیرا ہیں اور اسلام کے لئے غیرت رکھتے ہیں اور وہ حنفی مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔**

احمدیوں کے مخالف انہیں قادیانی کے لفظ سے پکارتے ہیں اور ان کے ظاہری طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے اور شریعت کے مطابق دینی فرائض ادا کرنے کے باوجود انہیں مُرتد قرار دیتے ہیں۔

احمدیت یا قادیانیت کوئی آج نئی پیدا نہیں ہوئی بلکہ قریباً ستر سال پہلے ہندوستان کے شہر قادیان میں اس کی بنیاد رکھی گئی اور جو لوگ اس طریقہ کو درست سمجھتے تھے انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق اس کی پیروی کی۔ ہمارے نزدیک خواہ یہ طریقہ درست ہو یا باطل ہو، خواہ یہ لوگ مسلمان ہوں یا اسلام سے خارج ہوں بہرحال اخبارات کے لئے کوئی معقول وجہ اس امر کی نہیں ہے کہ وہ اس نازک وقت میں جبکہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اتحاد اور یک جہتی کی ضرورت ہے اس طرز پر قادیانیت کو اپنی تنقید کا ہدف بنائیں۔

شاید قارئین کو تعجب ہوگا جب انہیں معلوم ہوگا کہ سارے عراقؔ میں اس جماعت کے صرف 18 خاندان بستے ہیں۔9 خاندان بغدادؔ میں، چار بصرہؔ میں، چار حبانیہ میں اور ایک خاندان خانقینؔ میں۔ اور یہ سب لوگ ہندوستانؔ سے عراقؔ میں تجارت کی نیت سے آئے تھے۔ بعض نے ان میں سے عراقی قومیت کے سرٹیفیکیٹ حاصل کر لئے ہیں اور بعض اپنی ہندوستانی قومیت پر قائم رہے جسے انہوں نے ہندوستان کی تقسیم کے بعد پاکستانی قومیت میں تبدیل کرلیا۔

عراقؔ میں اتنے عرصہ سے رہنے کے باوجود انہوں نے کسی عراقی شخص کو اپنی جماعت میں داخل نہیں کیا۔ان کا کوئی اپنا معبد نہیں ہے اور نہ ہی ان کے کوئی خاص مذہبی اجتماعات ہیں۔ **ان کی ساری جدوجہد بعض اخبارات اور ایسے ٹریکٹ تقسیم کرنے پر منحصر ہے جن میں اسلام کے غلبہ کے متعلق دلائل دیئے گئے ہیں، فلسطین اور بعض اسلامی حکومتوں کے دفاع پر گفتگو کی گئی ہے۔اس جگہ پر پڑھنے والے کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب واقعہ یہ ہے تو اخبارات میں قادیانیوں پر اس طرح نکتہ چینی کرنے اور اس حملے کی کیا وجہ ہے؟**

حقیقت یہ ہے کہ اس کا صرف ایک سبب ہے اور وہ یہ کہ استعماری طاقتیں مسلمانوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا کرنے کے لئے خاص کوشش کررہی ہیں اور وہ انہیں اپنی اُنگلیوں پر نچانا چاہتی ہیں کیونکہ مسلمان ابھی تک اس انتظار میں ہیں کہ وہ یوم موعود کب آتا ہے کہ جب وہ دوبارہ بلادمقدسہ کو یہودیت کی لعنت سے پاک کرنے کے لئے متحد ہوکر قدم اٹھائیں گے اور فلسطین اس کے جائز اور شرعی حقداروں کو مل سکے گا۔استعماری طاقتیں ڈرتی ہیں کہ کہیں عربوں کا یہ خواب پورا نہ ہوجائے اور اسرائیل سلطنت صفحہ ہستی سے مٹ نہ جائے جس کے قائم کرنے کے لئے انہوں نے بڑی بڑی مشکلات برداشت کی ہیں اس لئے یہ غیر ملکی حکومتیں ہمیشہ کوشش کرتی ہیں کہ مسلمانوں میں مختلف نعرے لگوا کر منافرت پیدا کی جائے اور بعض فرقے احمدیوں کی تکفیر اور ان پر نکتہ چینی کرنے کے لے کھڑے ہو جائیں یہاں تک کہ اس طریق سے حکومت پاکستانؔ اور بعض ان عرب حکومتوں میں بھی اختلاف پیدا ہوجائے جن کے اخبارات پاکستان کے وزیر خارجہ ظفراللہ خاں احمدی کو کافر قرار دیتے ہیں۔

غالبًا بہت سے پڑھنے والوں کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل پاکستانؔ کی بعض جماعتوں نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ مسلمان حکومتوں کا ایک اسلامی بلاک قائم کیا جائے تاکہ ان کی ہستی اور ان کی آزادی قائم رہے اور ان کی بیرونی سیاست ایک نہج پر چلے مگر یہ کوشش بعض دوسری مسلمان جماعتوں کی مخالفت کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکیں۔ اس تجویز کی ناکامی کے اسباب میں درحقیقت بڑا سبب وہ مسئلہ تکفیر ہے جو بعض انتہاء پسند مولویوں کے ہاتھ میں استعماری طاقتوں نے دیا تھا تاکہ وہ اس تجویز کے محرکین کو **قادیانی اور اسلام سے خارج کہہ کر اس کا ناکام بنانے کی کوشش کریں۔**

شاید کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو کہ میرا اس معاملے میں استعماری طاقتوں کو دخل انداز قرار دینا صرف ظن اور گمان ہے مگر مَیں قارئین کرام کو پورے یقین کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس امر کی پوری پوری اطلاع ہے کہ درحقیقت یہ سب کارروائی استعماری طاقتیں کروارہی ہیں کیونکہ فلسطین کی گزشتہ جنگ کے ایام میں 1948ء میں استعماری طاقتوں نے خود مجھ کو اس معاملے میں آلۂ کار بنانے کی کوشش کی تھی۔

اُن دنوں مَیں ایک ظرافتی پرچے کا ایڈیٹر تھا اور اس کا انداز حکومت کے خلاف نکتہ چینی پر مبنی تھا۔ چنانچہ انہی دنوں مجھے ایک غیر ملکی حکومت کے ذمہ دار نمائندہ مقیم بغداد نے ملاقات کے لئے بلایا اور کچھ چاپلوسی اور میرے انداز نکتہ چینی کی تعریف کرنے کے بعد مجھے کہا کہ آپ اپنے اخبار میں قادیانی جماعت کے خلاف زیادہ سے زیادہ دل آزار طریق پر نکتہ چینی جاری کریں کیونکہ یہ جماعت دین سے خارج ہے۔مَیں نے جواب میں عرض کیا کہ مجھے تو اس جماعت اور اس کے عقائد کا کچھ پتہ نہیں مَیں ان پر کس طرح نکتہ چینی کرسکتا ہوں؟ اس نمائندہ نے مجھے بعض ایسی کتابیں دیں جن میں قادیانی عقائد پر بحث کی گئی تھی اور اس نے مجھے بعض مضامین بھی دیئے تا وہ مجھے اپنے مقالات کے لکھنے میں فائدہ دیں۔ چنانچہ ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے اس جماعت کے بعض عقائد کا علم ہوا۔لیکن مَیں نے ان میں کوئی ایسی بات نہ دیکھی جس سے میرے عقیدہ کے مطابق انہیں کافر قرار دیا جاسکے۔اس استعماری نمائندہ سے چند ملاقاتوں کے بعد مَیں نے اس کام کرنے سے معذرت پیش کردی اور کہا کہ میرے عقیدہ کے مطابق یہ طریق اس وقت اسلامی فرقوں میں اختلاف و انشقاق بڑھانے والا ہے۔اس شخص نے مجھ سے کہا کہ قادیانی تو مسلمان ہی نہیں اور ہندوستان کے تمام فرقوں کے علماء انہیں کافر قرار دے چکے ہیں۔مَیں نے اس سے کہا کہ ہندوستانی علماء کے اقوال قرآن مجید کی اس آیت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:95) کہ جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اس کو کافر مت کہو۔میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص غضب ناک ہوگیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی پراپیگنڈے نے تمہارے دل پر بھی اثر کر دیا ہے اور تُو قادیانی ہوگیا ہے اور اسلام سے خارج ہوگیا ہے اسی لئے تو انکی طرف سے جواب دے رہا ہے۔مَیں نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ جناب یقین جانیں کہ مَیں اتنے لمبے عرصہ سے مسلمان کہلانے اور مسلمانوں میں رہنے کے باوجود یہ دعویٰ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ مَیں صحیح معنوں میں مسلمان ہوں تو کیا قادیانیت کے متعلق چند کتب کا مطالعہ مجھے قادیانی بنا سکتا ہے؟

مَیں جن دنوں اس سفارت خانہ میں جایا کرتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ مَیں اکیلا ہی اس کام کے لئے مقرر نہیں کیا جارہا تھا بلکہ کچھ اور لوگوں کو بھی اس میں شریک کیا جارہا ہے۔پھر مجھے یہ بھی پتہ لگا کہ اس کام کے کرنے سے صرف مَیں نے ہی انکار نہیں کیا بلکہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی استعمار کا آلۂ کار بننے سے انکار کردیا تھا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب 1948ء میں ارض مقدسہ کا ایک حصہ کاٹ کر صیہونی حکومت کے سپرد کردیا گیا تھا اور اسرائیلی سلطنت قائم ہوئی تھی۔ **اور میرا خیال ہے مذکورہ بالا سفارت خانہ کا یہ اقدام درحقیقت ان دو ٹریکٹوں کا عملی جواب تھا جو تقسیم فلسطین کے موقع پر اسی سال جماعت احمدیہ نے شائع کئے تھے۔ایک ٹریکٹ کا عنوان** "ھیئة الأمم المتحدة وقرار تقسیم فلسطین" **تھا جس میں مغربی استعماری طاقتوں اور صیہونیوں کی ان سازش کا انکشاف کیا گیا تھا جن میں فلسطینی بندرگاہوں کے یہودیوں کے سپرد کردینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔دوسرا ٹریکٹ** "الکفر ملة واحدة" **کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس میں مسلمانوں کو کامل اتحاد اور اتفاق رکھنے کی ترغیب دی گئی تھی اور صیہونیوں کے مقابلہ اور ارض مقدسہ کو ان سے پاک کرنے کے لئے اموال جمع کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔**

یہ وہ واقعہ ہے جس کا مجھے ان دنوں ذاتی طور پر علم ہوا تھا **اور مجھے پورا یقین ہے کہ جب تک احمدی لوگ مسلمانوں کی جماعتوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور جب تک وہ ان ذرائع کو اختیار کرنے کے لئے کوشاں رہیں گے جن سے استعماری طاقتوں کی پیدا کردہ حکومت اسرائیل کو ختم کرنے میں مدد مل سکے تب تک استعماری طاقتیں بعض لوگوں اور فرقوں کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اس قسم کی نفرت انگیزی اور نکتہ چینی کرتے رہیں تاکہ مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوسکے۔''**

(از تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 398-402)

قارئین کرام کو اس مذکورہ بالا اقتباس میں حقیقی، غیر جانبدارانہ اور پیشہ وارانہ صحافت کی ایک حسین تصویر ملے گی۔ آج جبکہ اکثر اوقات ملکوں کی صحافت اقتدار اور اثر ورسوخ وطمع کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے، جبکہ حقیقتیں مسخ ہو جاتی ہیں اور دجل کا جادو سر چڑھ کے بولنے لگتا ہے۔آج کی صحافت میں کوئی ایسی سچی بات کہنے سے ہچکچاتا ہے، بلا مفاد ومنفعت کے محض حق کو حق کہنے کی خاطر کوئی بھی ایسی جرأت نہیں کرتا کہ اس طرح کے کڑوے سچ کو منظر عام پر لاسکے، اور اس طرح کھل کر تجزیہ کر کے اعتراف کرے کہ یہ جماعت احمدیہ ہی تھی جس نے مسلمانوں کو متحد رہنے کے لئے صدا دی۔اور یہ جماعت احمدیہ ہی تھی جس نے اس اتحاد کے لئے عملی کوششیں کیں اور بلاد اسلامیہ کو اس سلسلہ میں عملی قدم اٹھانے پر اکسایا۔

ایسی صورتحال میں گو کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ الاستاذ علی الخیاط آفندی صاحب اور آپ کے خاندان کے افراد اس وقت کہاں اور کس حال میں ہیں تاہم ان کے اس جرأت مندانہ اقدام اور پر شجاعت بیان پر شکر گزار ہیں اور انہیں سلام پیش کرتے ہیں کہ اس زمانہ کی صحافت میں کوئی تو ایسا تھا کہ جس نے حق کو حق کہا اور دشمن کو بےنقاب کرنے کے لئے بے لوث کوشش کی جسے ایک لمبے عرصہ تک حق وانصاف کے پرستار یاد رکھیں گے اور ایک مثال کے طور پر پیش کرتے رہیں گے۔

مفتی مصر کا فتویٰ تکفیر اور اس کا محرک

حضرت چوہدری صاحب تو ملت اسلامیہ کے بطل جلیل کی حیثیت سے عرب ممالک کی بے لوث عالمی خدمات میں سرگرم عمل تھے کہ استعماری طاقتوں کی ان خفیہ اور جارحانہ کوششوں میں یکایک تیزی پیدا ہوگئی جو ان کی طرف سے "الکفر ملة واحدة" کے مضمون کی اشاعت کے بعد جماعت احمدیہ کے خلاف جاری تھیں۔اس ضمن میں الاستاذ علی الخیاط آفندی کا سنسنی خیز انکشاف گزر چکا ہے۔

علاوہ ازیں یہودی صحافی اور زعماء حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے ان کے قضیہ فلسطین کے کامیاب دفاع کی وجہ سے سخت نالاں تھے اور دل میں نہایت درجہ کا بغض رکھتے تھے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ اس تاک میں تھے کہ کب ان کو موقعہ ملے اور وہ حضرت

چوہدری صاحب کے خلاف کوئی کاروائی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس کی ایک جھلک مندرجہ ذیل اقتباس سے بھی نمایاں ہوجاتی ہے:

حمید نظامی کے 1954ء کے خطوط (مطبوعہ ’’نشان منزل‘‘ص 49) میں یہ ذکر ملتا ہے کہ وہ ’’وی آنا‘‘ عالمی کانفرنس میں شرکت کے لئے گئے تو ان کے جہاز میں ایک یہودی عالم اور ایک یہودی ایڈیٹر بھی سوار تھے جو چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب کی سخت مذمت کرتے اور آپ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔

یہودی حلقے آپ کی شخصیت سے اتنا بغض وعناد کیوں رکھتے ہیں؟ مندرجہ بالا پس منظر کی روشنی میں اس کا سبب بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔

چنانچہ دشمنان دیں نے اپنی انتقامی کارروائی کیلئے مصر کی سرزمین کو چنا اور مفتی دیار مصریہ فضیلۃ الاستاذ الشیخ حسین محمد مخلوف کے ذریعہ حضرت چوہدری صاحب پر احمدی ہونے کی بناء پر فتویٰ کفر شائع کرادیا گیا۔

یہ فتویٰ 22 جون 1952 کو منظر عام پر آیا جس میں فضیلۃ الاستاذ الشیخ مخلوف نے لکھا کہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان غیر مسلم بلکہ کافر ہیں کیونکہ پاکستان کے ایسے مخصوص فرقہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا منکر ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اسلام میں سلسلۂ انبیاء جاری ہے۔

(الیوم (یافا) 21شوال 1371ھ بحوالہ البشریٰ محلہ 18صفحہ 106)

جہاں یہ فتویٰ مشرق وسطی کے عرب ممالک نے نمایاں طور پر شائع کیا وہاں مغربی پنجاب کا اخبار ’’زمیندار‘‘ ان دنوں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیزی اور فتنہ آرائی میں دوسرے مخالف اخبارات میں پیش پیش تھا۔ اس اخبار نے اپنی 8 جولائی 1952 کی اشاعت میں اس فتویٰ کو صفحہ اول پر چوکھٹہ کے ساتھ شائع کیا۔ عنوان یہ تھا۔

’’مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں .... مفتی اعظم مصر السید محمد حسنین المخلوف کا فتویٰ‘‘

فتوئ تکفیر کا پس منظر

مصری عالم الاستاذ احمد بہاء الدین نے اپنی کتاب ’فاروق......ملگا‘‘ میں اس فتویٰ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چوہدری صاحب کو زبرست خراج تحسین بھی ادا کیا لیکن ساتھ ہی ایک فرضی واقعہ بھی ان کے قلم سے لکھا گیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

”السید ظفرالله خان معروف بجرأته وصراحته، وقد كان مارا بالقاهرة فى طريقه إلى بلده وتشرف ’بمقابله الملک۔ وكان الرجل قدعاش فى الخارج زمنا طويلاً، وقرأمن فضائح فاروق ومهازله مايسئ إليه وإلىٰ مصر وإلىٰ بلاد الشرق كلها وقال الرجل لفاروق بلباقة مؤلمة إن بلاد العالم الإسلامى محط أنظار العالم أجمع۔ وإن أعداء ها الكثيرين يتربصون بها ويحصون عليها الأخطاء۔ وإن هٰذا لموقف يلزم روساء الدول الإسلامية بأن يرعوا فى سلوكهم تقاليد الإسلام وأن يتمسكوا بقواعده، وأن تكون حياتهم المستقيمة قدوة لشعوبهم ودعاية أمام العالم أجمع !!

وفهم فاروق المقصود۔ فنهض واقفًا......وأنهى المقابلة...... وكتم الملک السابق غيظه ونقمته على الوزير الصريح......وبات يتربص به ويتربص معه الشيخ مخلوف مفتى الديارالمصوية أوبالا خرى مفتى القصورالملكية۔

وانتهز الشيخ مخلوف الفرصة، وأدلى بحديث عجيب: قال فيه إن ظفرالله خان من طائفة القاديانية، وهى ملة كافرة ولم يقف عند ذٰلک حتّى يبقى غرض الحديث مستورا، بل استطرد يقول: إن على حكومة الباكستان وهى حكومة إسلامية أن تطرد من وزارة خارجيتهاهٰذاالوزيرالكافر! لأنه لا يجب أن يبقى علىٰ رأس دولة إسلامية وزير كافر!

وهكذا ردعلىٰ قول ظفرالله خان إنه لايجب أن يبقى علىٰ رأس دولة إسلامية ملک فاسق!!

وثارت الصحف فى مصر والباكستان تحمل على المفتى المدفوع وأقسم الهلالى، وكان رئيسا للوزارة ليعزلنه من منصبه جزاء رعونته ولٰكن الهلالى لم يلبث أن تبين الأمر وعرف أن الملک لا يقبل أبدا أن تمس شعرة من رأس مخلوف۔ هذه الرأس التى تخرج له الفتاوٰى والتحليلات!! “۔ (صفحہ ۷۱تا۷۳)

ترجمہ: چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب اپنی جرأت اور دلیری میں مشہور ہیں۔ آپ ایک مرتبہ پاکستان واپس جاتے ہوئے قاہرہ سے گزرے تو قاہرہ میں آپ کو شاہ فاروق سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ بیرونی دنیا میں انہوں نے ایک لمبا عرصہ گزارا ہے۔ چوہدری صاحب کو فاروق کی ایسی رسواکُن اور بیہودہ حرکات کے متعلق پڑھنے کا اکثر موقعہ ملا ہے جو فاروق، ملک مصر اور تمام مشرقی ممالک کی بدنامی اور رسوائیوں کا موجب ہیں۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے نہایت حکمت، دانش مندی اور کمال ملاطفت کے ساتھ شاہِ مصر سے کہا کہ ’’ساری دنیا کی نظریں عالم اسلام پر ہیں۔ اسلامی ملکوں کے دشمن بے شمار ہیں اور ان کی تاک میں ہیں نیز ان کی لغزشوں پر نگاہ رکھتے اور شمار کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں مسلمان حکومتوں کے سربراہوں اور حکمرانوں کا فرض ہے کہ اپنی زندگی میں اسلامی طریقوں کو رواج دیں اور اسلامی قوانین کی پابندی کریں تا ان کی راستباز زندگی ان کی قوموں کے لئے نمونہ ہو اور تمام دنیا کے لئے اسلام کی تبلیغ کے پروپیگنڈا کا موجب ہو۔

شاہ فاروق، چوہدری صاحب کا مقصد بھانپ کر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ملاقات ختم کر دی۔ (1975ء میں اس جلد کے پہلے ایڈیشن میں جب یہ اقتباس شائع ہوا تو حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے سختی سے تردید فرمائی اور کئی مجالس میں بتایا کہ یہ قصہ بے بنیاد ہے میری ایسی کوئی ملاقات شاہ فاروق سے نہیں ہوئی۔) شاہ فاروق نے وزیر خارجہ پاکستان کی اس جرأت پر اپنا غیظ وغضب چھپایا اور موقع کی تلاش میں رہے۔ شیخ مخلوف بھی موقع ڈھونڈتے رہے۔ مفتی الدیار المصریہ کی بجائے وہ شاہی محلات کے مفتی کہلانے کے زیادہ مستحق تھے۔

شیخ مخلوف نے بالآخر موقع پاتے ہی اس سے فائدہ اٹھایا اور ایک عجیب بیان شائع کر دیا۔ جس میں کہا کہ ظفراللہ خان قادیانی ہے اور یہ لوگ کافر ہیں۔ شیخ مذکور نے اسی پر بس نہ کی بلکہ اس نے اپنے مقصد کو چھپانہ رہنے کی خاطر یہ بھی کہہ دیا کہ حکومت پاکستان چونکہ اسلامی سلطنت ہے اس لئے اس کا فرض ہے کہ اس کافر وزیر کو اپنی وزارت خارجہ سے نکال دے کیونکہ اسلامی سلطنت میں کافر وزیر کا باقی رہنا مناسب نہیں۔ گویا اس طرح شیخ مخلوف نے چوہدری ظفراللہ خاں کے اس قول کا جواب دیا کہ اسلامی سلطنت میں بدکار بادشاہ کی کوئی جگہ نہیں۔

شیخ مخلوف (جنہیں آلۂ کار بنایا گیا تھا) کے بیان پر مصر اور پاکستان کے اخبارات نے پُرجوش جوابی حملہ کیا اور اس کی تغلیط کی۔ ہلالی پاشا نے جو ان دنوں مصر کے وزیر اعظم تھے قسم کھائی کہ شیخ مخلوف کی اس حماقت اور رعونت کے باعث انہیں افتاء کے منصب سے معزول کردوں گا۔ لیکن انہیں بہت جلد معلوم ہوگیا کہ (سابق) شاہ مصر تو شیخ مخلوف کے سر کا بال تک بیکا نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہی سَر بادشاہ کیلئے حسب منشاء فتویٰ اور جواز پیدا کرتا رہتا ہے۔

(کتاب ”فاروق......ملکا“ مطبوعہ مصر صفحہ 72-73 بحوالہ رسالہ البشریٰ (حیفا فلسطین) مجلد 18 بابت دسمبر 1952ء)

الاستاذ احمد بہاؤالدین نے شاید یہ بات ہفت روزہ ’’الصیاد‘‘ (7/اگست 1952ء) کی مندرجہ ذیل خبر سے اخذ کی ہے۔

”اشتهر عن الملک السابق فاروق انه كان يكره النصح والإرشاد وخاصة فى المسائل السياسية والدينية ويكره الذين يجراؤن علىٰ نصحه و إرشاده وحدث حين مرالسيد ظفر الله خان، وزير خارجيه الباكستان بمصر عائدامن هيئة الأمم المتحدة أن استقبله الملک السابق، فما كان من الوزير الباكستانى الذى يعتبر من كباررجالات السياسة والإسلام إلا أن وجه للملک بعض النصائح السياسيةوالدينية۔ فغضب الفاروق واستدعى علىٰ إثر المقابلة شيوخ الأزهر وأجبرهم علىٰ إصدار فتوٰى ضد ظفر الله خان بأنه ملحد و خارج على الدين، وصدرت الفتوٰى و نشرت فى الصحف......وقامت قيامة لباكستان، وقدم وزيرها فى القاهرة احتجاجاً رسميا إلى الحكومة المصرية التى كانت يرأسها أحمد نجيب الهلالى...... فبادر الهلالى إلىٰ وضع المرسوم بدحض الفتوٰى الجرئية وإلغائها، ثم حمله إلى الملک ليوقعه ولٰكن فاروق رفض توقيع المرسوم، فأصر الهلالى و هدد بالا ستقالة...... وهزالملک السابق كتفيه مستهزأ واستقال الهلالى......“۔

(”الصیاد“5/اگست 1952ء)

یعنی سابق بادشاہ فاروق کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ ہر قسم کی نصیحت اور راہنمائی کو ناپسند کرتے تھے بالخصوص سیاسی اور مذہبی معاملات میں جو لوگ ان کو نصیحت کرنے کی جرأت کرتے وہ انہیں سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جناب چوہدری محمد ظفراللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان مجلس اقوام متحدہ میں شمولیت کے بعد واپسی پر مصر سے گزرے تو سابق شاہ فاروق نے جناب چوہدری محمد ظفراللہ خاں کا استقبال کیا۔ اس موقعہ پر موصوف نے جن کا شمار دنیا کے خاص سیاسی اور اسلامی معزز شخصیتوں میں ہوتا ہے شاہ فاروق کو دوران ملاقات مذہبی امور پر مشتمل مشورے دئے۔ اس پر شاہ فاروق خفا ہو گئے اور اس ملاقات کے بعد علماء ازہر کو بلا کر مجبور کیا کہ وہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں کے ملحد اور خارج از دین ہونے کا فتویٰ دیں۔ چنانچہ فتویٰ صادر کردیا گیا اور اخبارات میں اس کی اشاعت بھی ہوئی۔

اس فتویٰ سے پاکستان میں کہرام مچ گیا۔ پاکستانی سفیر مقیم قاہرہ نے سرکاری طور پر مصری حکومت کے پاس احتجاج کیا۔ اس وقت اس حکومت کے وزیر اعظم نجیب الہلالی تھے۔ وزیر اعظم الہلالی نے اس بیباکانہ فتویٰ کی تردید اور اسے لغو قرار دینے کا معاملہ شاہ فاروق کے سامنے رکھا اور دستخط کے لئے کاغذ پیش کیا لیکن شاہ فاروق نے الہلالی کی تجویز پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جس پر وزیر اعظم الہلالی نے اصرار کرتے ہوئے استعفیٰ کی دھمکی دی۔ بایں ہمہ سابق شاہ فاروق نے عواقب سے بے نیاز ہوکر متکبرانہ انداز میں فتویٰ کی منسوخی پر دستخط کرنے سے انکار کردیا۔ چنانچہ وزیر اعظم الہلالی پاشا مستعفی ہوگئے۔

لمحہ فکریہ

کتنی عجیب بات ہے کہ جس کے کہنے پر یہ فتویٰ جاری ہوا اس کی بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کا آج سارا عالم اسلام اقراری ہے۔ اور جس شخص نے فتویٰ جاری کیا اس کے بارہ میں اسکے ہم وطنوں کے بقول اتنا کہنا کافی ہے کہ وہ مفتی الدیار المصریہ کم اور مفتی القصور الملکیۃ زیادہ تھے۔ جن کے نزدیک کسی کے اسلام اور کفر کا فیصلہ کرنے کا معیار قرآن وحدیث نہیں بلکہ قولِ شاہ یا اشارہ ملک ہو اسکے فتویٰ کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ کفر کا فتویٰ اس وجہ سے صادر کروایا گیا کہ خود انکے بقول چوہدری صاحب نے کہا تھا کہ مسلمان حکومتوں کے سربراہوں اور حکمرانوں کا فرض ہے کہ اپنی زندگی میں اسلامی طریقوں کو رواج دیں اور اسلامی قوانین کی پابندی کریں تا ان کی راستباز زندگی ان کی قوموں کے لئے نمونہ ہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

چوہدری صاحب کی طرف منسوب یہ بیان اور اس کے ردّعمل کے طور پر فتویٰ کا اجراء تو یہ ثابت کر رہا ہے کہ چوہدری صاحب مسلمان اور فتویٰ لگانے والے انکے برعکس ہیں لیکن افسوس کہ عالم اسلام ان سب باتوں کے اعتراف کے باوجود اتنی جرأت سے کام نہ لے سکا کہ ایسے لغو فتویٰ کو جڑھ سے اکھیڑ کر پھینک دیتا، اور صد افسوس کہ بلاد عربیہ نے اپنے ایک محسن کی بے لوث خدمات کا ایسا تلخ صلہ دیا۔ جہاں ایک طرف یہ صورتحال تھی وہاں یہ بات بھی درست ہے کہ بعض غیرت مند شخصیتوں نے اس پر سخت احتجاج کیا، بیانات دیئے، ہم ذیل میں احتجاج کی چند آوازوں کو نقل کریں گے جو ان غیرت مند شخصیات کی ہیں جنہوں نے اس طرح بیان دے کر اپنے باضمیر اور باوفا ہونے کا ثبوت دیا اور جو ایسا کر کے کسی قدر اخلاقی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گئے۔ لیکن اس سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کے افادہ کیلئے مفتی صاحب کے لگائے گئے بعض الزامات کا حضرت خلیفہ ثانیؓ کے قلم مبارک سے دیا گیا جواب یہاں نقل کر دیا جائے۔

(باقی آئندہ)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت قرآنی معیاروں اور خدا کی تائید سے ثابت ہے۔

جماعت احمدیہ پر طلوع ہونے والا ہر دن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ یقیناً سچے ہیں

قرآنی اصول ''لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا'' کی پُر معارف تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید وحفاظت کے خدائی نشانوں کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 30؍جنوری 2009ء بمطابق 30؍صلح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں جو مقام حاصل کیا تھا وہ ہر احمدی پر بڑا واضح اور عیاں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت کَافِیْ کے حوالہ سے ذکر کیا تھا کہ عشق ومحبت کے اس اعلیٰ مقام کی وجہ سے جو آپؑ کو آنحضرت ﷺ سے تھا، آپ اللہ تعالیٰ کے انتہائی پیارے بن گئے اور آپ کے بے شمار الہامات جن میں عربی، اُردو وغیرہ کے الہامات شامل ہیں، اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض قرآنی آیات کے حصے جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی بتایا تھا آپؑ کو الہاماً بتائے اور جماعت احمدیہ پر طلوع ہونے والا ہر دن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ کے الہامات یقیناً سچے اور آپؑ کا دعویٰ یقیناً سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والا، خاص طور پر نبوت کا جھوٹ منسوب کرنے والا کبھی بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ اصول قرآن کریم میں بیان فرما دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ الحاقہ کی آیات میں فرماتا ہے وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ۔ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنِ۔ وَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ (الحاقة:45-48) یعنی اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم ضرور اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

پس یہ ایک اصولی معیار ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس معیار کو اپنی سچائی کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: '' صادق کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک اور نشان بھی قرار دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ اگر تُو مجھ پر تَقَوَّل کرے تو مَیں تیرا داہنا ہاتھ پکڑ لوں۔ اللہ تعالیٰ پر تَقَوَّل کرنے والا مفتری فلاح نہیں پا سکتا بلکہ ہلاک ہو جاتا ہے اور اب پچیس سال کے قریب عرصہ گزر رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی کو مَیں شائع کر رہا ہوں۔ اگر افتراء تھا تو اس تقول کی پاداش میں ضروری نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرتا؟ بجائے اس کے کہ وہ مجھے پکڑتا اس نے صدہا نشان میری تائید میں ظاہر کئے اور نصرت پر نصرت مجھے دی۔ کیا مفتریوں کے ساتھ یہی سلوک ہوا کرتا ہے؟ اور دجالوں کو ایسی ہی نصرت ملا کرتی ہے؟ کچھ تو سوچو۔ ایسی نظیر کوئی پیش کرو اور مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہ ملے گی''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 456. الحکم جلد 7 مورخہ 21؍فروری 1903ء صفحہ 8)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: '' پیغمبر صاحب کو تو یہ حکم کہ اگر تُو ایک افتراء مجھ پر باندھتا تو مَیں تیری رگ گردن کاٹ دیتا۔ جیسا کہ آیت وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ۔ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنِ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہاں چوبیس سال سے روزانہ افتراء خدا تعالیٰ پر ہو اور خدا تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ کو نہ برتے۔ بدی کرنے میں اور جھوٹ بولنے میں کبھی مداومت اور استقامت نہیں ہوتی۔ آخر کار انسان دروغ کو چھوڑ ہی دیتا ہے۔ لیکن کیا میری ہی فطرت ایسی ہو رہی ہے کہ مَیں چوبیس سال سے اس جھوٹ پر قائم ہوں اور برابر چل رہا ہوں اور خدا تعالیٰ بھی بالمقابل خاموش ہے اور بالمقابل ہمیشہ تائیدات پر تائیدات کر رہا ہے۔ پیشگوئی کرنا یا علم غیب سے حصہ پانا کسی ایک معمولی ولی کا بھی کام نہیں۔ یہ نعمت اس کو عطا ہوتی ہے جو حضرت احدیت مآب میں خاص عزت اور وجاہت رکھتا ہے۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 456. الحکم جلد 8 مورخہ 10-17؍جون 1904ء صفحہ 6)

پھر فرمایا: '' اگر کوئی شخص تَقَوَّلْ عَلَى اللّٰه کرے تو وہ ہلاک کر دیا جاوے گا۔ خبر نہیں کیوں اس میں آنحضرت ﷺ ہی کی خصوصیت رکھی جاتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگر تَقَوَّلْ عَلَى اللّٰه کرے تو ان کو تو گرفت کی جاوے اور اگر کوئی اور کرے تو اس کی پرواہ نہ کی جاوے۔ نعوذ باللہ اس طرح سے تو امان اٹھ جاتی ہے۔ صادق اور مفتری میں مابہ الامتیاز ہی نہیں رہتا''۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 457. الحکم جلد 12 . نمبر 18. مورخہ 10؍مارچ 1908ء صفحہ 5)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ آیات تو صرف آنحضرت ﷺ کے لئے تھیں۔ کسی اور کے لئے نہیں تھیں۔ تو اس کی وضاحت فرمائی کہ کیا صرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو پکڑنا تھا؟ اور جو چاہے اللہ تعالیٰ کی طرف جو مرضی جھوٹ منسوب کرتا رہے اس کے لئے کوئی پکڑ نہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا معیار رکھا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا۔ جو معیار خود اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے۔ پس اس معیار پر ہر سچے کو پرکھنا چاہئے۔ اسود عنسی یا مسیلمہ کذّاب کا انجام تاریخ اسلام میں محفوظ ہے۔ کیا پھر بھی مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب پر تلے بیٹھے رہیں گے؟ پس اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہنسی ٹھٹھا کرنے سے کم از کم وہ لوگ تو باز رہیں جو اس قرآن کریم پر ایمان لانے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن لوگوں سے جو نہ صرف مسلمان ہونے کا دعویٰ کر کے بلکہ اس کلام پہ اپنا عبور حاصل کرنے کا دعویٰ کر کے، اس کی باریکیوں کو سمجھنے کا دعویٰ کر کے پھر اللہ تعالیٰ کے کلام کو نہ خود سمجھنا چاہتے ہیں نہ ہی عوام الناس کو سمجھنے دینا چاہتے ہیں، اس موقع پر بائبل کے حوالے سے بھی یہ ثابت کرتے ہوئے کہ جھوٹا نبی مارا جاتا ہے، یہ بائبل میں بھی ہے، فرماتے ہیں کہ:

'' اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہ ہوئے۔ یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور 23 برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان

لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ مَیں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے''۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہئے کہ کون سا کلام الٰہی اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اس کے یہ ثبوت دینا چاہئے کہ جو 23 برس تک کلام الٰہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے۔ یعنی کل وہ کلام جو کلام الٰہی کے دعوے پر لوگوں کو سنایا گیا ہے پیش کرنا چاہئے جس سے پتہ لگ سکے کہ 23 برس تک متفرق وقتوں میں وہ کلام اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے یا ایک مجموعی کتاب کے طور پر قرآن شریف کی طرح اس دعویٰ سے شائع کیا گیا تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ جب تک ایسا ثبوت نہ ہو۔ تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لَوْتَقَوَّلَ کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ 454. ضمیمہ اربعین نمبر 3-4 صفحہ 11-12)

پس مسلمانوں کو سوچنا چاہئے اور غور کرنا چاہئے کہ یہ معیار ہے۔ یہ پرکھ ہے جو ایک سچے اور جھوٹے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور دشمنوں کے حملوں کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ کے آپ کے لئے کافی ہونے کا ذکر کرتے ہوئے بڑی شان سے ایک جگہ آپ نے پہلے آنحضرت ﷺ کا اور پھر اس کے بعد ساتھ ہی اپنا ذکر کیا۔

آپ فرماتے ہیں:

''یاد رہے پانچ موقعے آنحضرت ﷺ کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے۔ جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ ایک تو وہ موقع تھا جب کفار قریش نے آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔

دوسرا وہ موقع تھا کہ جب کافر لوگ اس غار پر مع ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔

تیسرا وہ نازک موقع تھا جبکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔

چوتھا وہ موقع تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا (لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اس سے محفوظ رکھا)۔

پانچواں وہ نہایت خطرناک موقع تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت ﷺ کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ان تمام پُر خطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23. صفحہ 263-264 حاشیہ)

اس کے آگے وضاحت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح آپ سے بھی تائیدات کا سلوک فرماتا رہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

یہ عجیب بات ہے کہ میرے لئے بھی پانچ موقعے ایسے پیش آئے تھے جن میں عزت اور جان نہایت خطرے میں پڑ گئی تھی۔ اول وہ موقع جبکہ میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک نے خون کا مقدمہ کیا تھا۔ دوسرے وہ موقع جبکہ پولیس نے ایک فوجداری مقدمہ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی کچہری میں میرے پر چلایا تھا۔ تیسرے وہ فوجداری مقدمہ جو ایک شخص کرم الدین نام نے بمقام جہلم میرے پر کیا تھا۔ (4) وہ فوجداری مقدمہ جو اسی کرم دین نے گورداسپور میں میرے پر کیا تھا۔ پانچویں جب لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی لی گئی، اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگایا تھا تا مَیں قاتل قرار دیا جاؤں۔ مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23. صفحہ 263. حاشیہ در حاشیہ)

یہ دیکھیں کہ فرمایا کہ اپنے آقا و مطاع کی غلامی میں جو میرا مسیحیت، نبوت اور مہدویت کا دعویٰ ہے۔ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کئی لحاظ سے فرما رہا ہے اور یہ مشابہت کر کے بھی فرماتا ہے۔ گو آقا کی شان بہت بلند ہے لیکن اس کی غلامی کے صدقے غلام صادق کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے کافی ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

اس کے علاوہ بعض اور واقعات بھی ہیں۔ پچھلی دفعہ مَیں نے کہا تھا وقت نہیں ہے۔ اس لئے پیش نہیں کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے آپ کے سامنے خلاصۃً رکھتا ہوں۔

یہی جو ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ کا ذکر ہوا ہے۔ یہ جماعت کی تاریخ میں بڑا مشہور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ مقدمہ کیا گیا تھا۔ جس میں ہندو، عیسائی مسلمان سب آپ کے خلاف ایک ہو گئے تھے۔ اس کی ایک لمبی تفصیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی بریت فرمائی۔ لیکن اللہ تعالیٰ استہزاء کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے یا جو آپ کے استہزاء کی خواہش رکھتے ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اس مقدمے میں اس کی ایک مثال مَیں پیش کرتا ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاند کے ساتھ کیا سلوک فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے ان کو ہلاک کر دوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ مَیں ان کو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان! کیا تُو میرے ساتھ لڑے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے''۔

اسی مقدمہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے مخالف کی استہزاء اور سبکی کا سامان کیا جو آپ کی استہزاء چاہتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''جب مَیں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں گیا۔ (اس مقدمے میں ڈپٹی کمشنر کے سامنے پیش ہوا) تو پہلے سے میرے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ جب مَیں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑے لطف اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تا مَیں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ تب محمد حسین بٹالوی اور کئی سو آدمی جو میری گرفتاری اور ذلت کے دیکھنے کے لئے آئے تھے ایک حیرت کی حالت میں رہ گئے کہ یہ دن تو اس شخص کی ذلت اور بے عزتی کا سمجھا گیا تھا مگر یہ تو بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔ (فرماتے ہیں کہ) مَیں اس وقت خیال کرتا تھا کہ میرے مخالفوں کو یہ عذاب کچھ تھوڑا نہیں کہ وہ اپنی امیدوں کے مخالف عدالت میں میری عزت دیکھ رہے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ اس سے بھی زیادہ ان کو رسوا کرے۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ سرگروہ مخالفوں کا محمد حسین بٹالوی جس نے آج تک میری جان اور آبرو پر حملے کئے ہیں، ڈاکٹر کلارک کی گواہی کے لئے آیا تا عدالت کو یقین دلائے کہ یہ شخص ضرور ایسا ہی ہے جس سے امید ہو سکتی ہے کہ کلارک کے قتل کے لئے عبدالحمید کو بھیجا ہو۔ اور قبل اس کے کہ وہ شہادت دینے کے لئے عدالت کے سامنے آوے ڈاکٹر کلارک نے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر اس کے لئے بہت سفارش کی کہ یہ غیر مقلد مولویوں میں ایک نامی شخص ہے اس کو کرسی ملنی چاہئے مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس سفارش کو منظور نہ کیا۔ غالباً محمد حسین کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ اس کی کرسی کے لئے پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اور کرسی کی درخواست نامنظور ہو چکی ہے اس لئے جب وہ گواہی کے لئے اندر بلایا گیا تو جیسا کہ خشک مُلّا جاہ طلب اور خودنما ہوتے ہیں۔ آتے ہی بڑی شوخی سے اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی طلب کی۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ تجھے عدالت میں کرسی نہیں ملتی اس لئے ہم کرسی نہیں دے سکتے۔ پھر اس نے دوبارہ کرسی کی لالچ میں بے خود ہو کر عرض کہ مجھے کرسی ملتی ہے اور میرے باپ رحیم بخش کو بھی کرسی ملتی تھی۔ صاحب بہادر نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے۔ نہ تجھے کرسی ملتی ہے، نہ تیرے باپ رحیم بخش کو ملتی تھی۔ ہمارے پاس تمہاری کرسی کے لئے کوئی تحریر نہیں۔ تب محمد حسین نے کہا کہ میرے پاس چٹھیات ہیں۔ لاٹ صاحب مجھے کرسی دیتے ہیں۔ یہ جھوٹی بات سن کر صاحب بہادر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ''بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا''۔ اُس وقت مجھے بھی محمد حسین پر رحم آیا۔ کیونکہ اس کی موت کی سی حالت ہو گئی تھی۔ اگر بدن کاٹو تو شاید ایک قطرہ لہو کا نہ ہو اور وہ ذلت پہنچی کہ مجھے تمام عمر میں اس کی نظیر یاد

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

نہیں۔ پس بیچارہ غریب اور خاموش اور ترسان اور لرزان ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور پہلے میز کی طرف جھکا ہوا تھا۔ تب فی الفور مجھے خدا تعالیٰ کا یہ الہام یاد آیا کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ یعنی مَیں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے۔ یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں۔ مبارک وہ جو ان پر غور کرتے ہیں۔

(کتاب البریہ۔روحانی خزائن جلد 13۔ صفحہ 29-30)

اسی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور الہام بھی ہے۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْن اس کا بھی خوب نظارہ یہاں نظر آتا ہے۔ وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کی خواہش رکھتا تھا۔ وہ جو اس مقدمے کے فیصلے کے بعد آپؑ کی سُبکی دیکھنا چاہتا تھا اور استہزاء کا موقع تلاش کرنا چاہتا تھا، وہ خود اس بات کا نشانہ بن گیا۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی تائیدات۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک واقعہ ہے جب آپؑ نے براہین احمدیہ شائع کی، اس وقت مختلف لوگوں کو اس کی اعانت کے لئے خطوط لکھے تو نواب صدیق حسن خان صاحب جو بڑے عالم تھے اُن کو بھی لکھا۔ بھوپال کے رہنے والے تھے اور انہوں نے دین کا علم علماء یمن اور ہندوستان سے حاصل کیا ہوا تھا۔ پھر ریاست بھوپال کی ملازمت اختیار کر لی اور ترقی کرتے کرتے وزارت اور نیابت تک فائز ہو گئے۔ پھر ان کا نکاح اور شادی والیٔ ریاست نواب شاہجہاں بیگم سے ہو گئی۔ پھر پوری ریاست کی باگ ڈور اور حکومت ان کے ہاتھ میں آ گئی۔ حکومت برطانیہ نے اس زمانہ میں انہیں نواب والا جاہ اور امیر الملک اور معتمد المہام کے خطابات سے نوازا تھا۔ یہ اہلحدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان خطابات اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کے باوجود اسلام کی تحریری خدمات سرانجام دیتے تھے۔ بہرحال ان میں کچھ نہ کچھ دین تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی انہیں بہت نیک اور متقی سمجھتے تھے۔ تو جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ اس کا حصہ اوّل آیا تو آپؑ نے مختلف لوگوں کو اس کی اعانت کے لئے لکھا تھا کہ کتابیں خریدیں تاکہ دوبارہ چھپ سکیں تو ان کو بھی لکھا۔ پہلے تو انہوں نے اخلاقاً لکھ دیا کہ ٹھیک ہے ہم کچھ کتابیں خرید لیں گے لیکن خاموش ہو گئے۔ پھر جب دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں یاددہانی کروائی تو انہوں نے جواب دیا کہ دینی مباحثات کی کتابوں کا خریدنا یا ان میں مدد دینا خلاف منشاء گورنمنٹ انگریزی ہے۔ اس لئے اس ریاست سے خرید وغیرہ کی کچھ امید نہ رکھیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک الزام لگاتے ہیں کہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے اور خود ان کے علماء اور بڑے مشہور عالم انگریزوں کی خوشنودی کی خاطر کتاب خرید نہیں رہے، جو اسلام کے دفاع کے لئے لکھی گئی تھی۔ بہرحال حافظ حامد علی صاحب کہتے ہیں کہ جب ان کو پیکٹ بھجوایا گیا تو نہ صرف انہوں نے کتاب خریدی نہیں بلکہ وہ پیکٹ واپس کر دیا اور واپس بھی اس طرح کیا کہ جب انہوں نے وصول کیا تو اس کتاب کو پھاڑا اور وہی پیکٹ واپس کروا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کتاب کی یہ حالت دیکھی تو آپؑ کا چہرہ غصّہ سے متغیر ہو گیا اور سرخ ہو گیا۔ یکا یک آپ کی زبان پر یہ جاری ہوا کہ ’’اچھا تم اپنی گورنمنٹ کو خوش کر لو‘‘ اور یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی عزت چاک کر دے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ سو ہم بھی نواب صاحب کو امید گاہ نہیں بناتے بلکہ امید گاہ خداوند کریم ہی ہے اور وہی کافی ہے۔ خدا کرے کہ گورنمنٹ انگریزی نواب صاحب پر بہت راضی ہو۔ (ماخوذ از حیات طیبہ صفحہ 51)

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میر عباس علی صاحب کے نام ایک خط لکھا۔ اس میں بھی آپؑ لکھتے ہیں کہ ’’ابتداء میں جب یہ کتاب (براہین احمدیہ) چھپنی شروع ہوئی تو اسلامی ریاستوں میں توجہ اور امداد کے لئے لکھا گیا تھا بلکہ کتابیں بھی ساتھ بھیجی گئی تھیں۔ سو اس میں سے صرف نواب ابراہیم علی خان صاحب نواب مالیر کوٹلہ اور محمود خان صاحب رئیس چھتاری اور مدار المہام جونا گڑھ نے کچھ مدد کی تھی۔ دوسروں نے اوّل توجہ ہی نہیں کی اور اگر کسی نے کچھ وعدہ بھی کیا تو اس کا ایفاء نہیں کیا۔ بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھوپال سے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا۔ آپ ان ریاستوں سے نا امید رہیں اور اس کام کی امداد کے لئے مولیٰ کریم کو کافی سمجھیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘۔

تو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو کس طرح قبول فرمایا کہ کچھ ہی عرصے کے بعد اس نواب صاحب کی جو انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے عزت چاک ہوئی۔ اُسی گورنمنٹ نے نواب صاحب پر مختلف الزامات لگا دئے اور ایک تحقیقاتی کمیشن ان پر بٹھایا جس نے یہ نتیجہ نکالا کہ انہوں نے گورنمنٹ انگریزی کے خلاف بغاوت کی ترغیب دی ہے اور دوسرے بہت سارے الزامات تھے اور پھر ان سے جتنے خطابات تھے وہ سب چھین لئے گئے۔ یہاں تک کہ مسلمان جو ان کو بڑا عالم سمجھتے تھے اور ان کی بڑی عزت افزائی کیا کرتے تھے انہوں نے بھی انگریزی حکومت کو کہا کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک ہونا چاہئے یا کیا جائے۔ تو یہ ان کی عزت کا حال تھا۔ پھر آخر میں جب بہت مجبور ہو گئے تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں مختلف ذریعوں سے سفارشیں ہوئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کی تو آپؑ کو پھر الہام ہوا۔ ’’سرکوبی سے اس کی عزت بچائی گئی‘‘۔ بلکہ لیکھرام نے طنزیہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی لکھا تھا کہ آپ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کی دعائیں سنتا ہے اور آپ کے ساتھ ہے اور یہ نواب صدیق حسن خان صاحب مسلمان ہیں جو آج کل بڑی بُری حالت میں ہیں اور ان کی بڑی بے عزتی ہو رہی ہے۔ اگر آپ کی دعائیں اتنی قبول ہوتی ہیں تو ان کے لئے کیوں دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بچا لے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اس کا تو ایک اور معاملہ ہے لیکن پھر آپؑ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ذریعہ سے ہی عزت بحال کروائی۔

پھر ایک منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ تھے، یہ شروع میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت زیادہ عقیدتمندوں میں سے تھے اور یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں دبانے کو بھی اپنی عزت سمجھتے تھے۔ لیکن پھر بعد میں یہ مخالف ہو گئے اور نہایت نازیبا الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف استعمال کرنے شروع کئے۔ پھر یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب کے الہامات محض جھوٹ ہیں اور منشی صاحب خود اپنے الہامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں اس لئے شائع نہیں کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے خلاف حکومت میں کوئی مقدمہ نہ کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر ان کو یقین دلایا کہ آپ فکر نہ کریں۔ آپ میرے بارے میں جو بھی الہامات شائع کرنا چاہتے ہیں شائع کریں۔ جو بھی کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ مَیں قطعاً آپ کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں کروں گا اور فرمایا کہ ’’چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مدعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر کے جس کا وجود حقیقت میں ان کے لئے مفید ہے، راہ راست پر مقیم ہو جائیں اور تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کس کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے۔ صرف خدا کو معلوم ہے یا ان کو جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بصیرت دی گئی ہے۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ (یعنی یہ کہ بابو صاحب اپنے وہ تمام الہامات جو میری تکذیب سے متعلق ہیں شائع کر دیں)۔ پس اگر منشی صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو وہ الہام جو ان کو میری نسبت ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کریں گے۔ (یعنی ضرور ان کے بعد میرے پر کوئی تباہی اور ہلاکت آئے گی) اور اس طرح پر یہ خلقت جو واجب الرحم ہے وہ مُسرف کذّاب سے نجات پالے گی‘‘۔ (یعنی جبکہ بابو صاحب مجھ کو کذّاب خیال کرتے ہیں کہ گویا مَیں نے دعویٰ مسیح موعود کر کے خدا پر افتراء کیا ہے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا) اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے خلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائے گا (یعنی خدا تعالیٰ کے علم میں درحقیقت مَیں مسیح موعود ہوں تو خدا تعالیٰ میرے لئے گواہی دے گا) اور مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کسی قسم کا بے جا حملہ آپ کی وجاہت اور شان پر ہوگا۔ صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا (یعنی یہ چاہوں گا کہ اگر مَیں مفتری نہیں ہوں اور میرے پر یہ جھوٹا اور ظالمانہ حملہ ہے تو میری بریت اور بابو صاحب کی تکذیب کے لئے خدا آپ کوئی امر نازل کرے) کیونکہ بریت کی خواہش کرنا سنت انبیاء ہے، جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے خواہش کی تھی‘‘۔ اس پہ منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ نے ایک کتاب 400 صفحات کی لکھی اور اس میں اپنے الہامات درج کئے۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ ’’تیرے لئے سلام ہے تم غالب ہو جاؤ گے اور اس پر (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر) غضب نازل ہوگا اور وہ ضرور ہلاک ہو جاوے گا‘‘۔

پھر یہ ہے کہ ’’جیسا کہ ہزاروں مخالفین چاہتے ہیں اسی کے موافق مرزا صاحب ہلاک ہو جائیں گے‘‘۔

پھر لکھتے ہیں ’’طاعون نازل ہوگی اور وہ مع اپنی جماعت کے طاعون میں مبتلا ہو جائے گا اور خدا ان ظالموں پر ہلاکت نازل کرے گا‘‘۔

پھر لکھتے ہیں کہ ’’جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جب تک پوری نہ ہو تب تک مَیں ہرگز نہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مروں گا‘‘۔

تو یہ تھے ان کے الہامات۔ بہرحال یہ کتاب ’عصائے موسیٰ‘ جوانہوں نے لکھی تھی یہ ایک چیلنج تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہامات درج کر کے بھجوایا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کوئی بھی الہام جوانہوں نے کسوٹی مقرر کی تھی اس پر بھی پورا نہ اترا اور وہ خود اپنے ایک دوست کے جنازے میں شریک ہوئے۔ وہیں سے ان کو طاعون کی بیماری لگی۔ وہ دوست طاعون سے مرا تھا اور 1907ء میں ان کی وفات ہوگئی۔ اور پھر اخباروں نے یہ لکھا کہ افسوس مصنّف عصائے موسیٰ بھی طاعون سے شہید ہو گئے اور طاعون کے گیارہ سال تک حملے ہوتے رہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی جماعت اور آپؑ کے گھر والے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت، حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور کروڑوں میں پھیلی ہوئی ہے، اور ان کو پوچھنے والا کوئی بھی نہیں۔

پھر آپؑ کے رشتہ دار، مرزا امام دین اور مرزا نظام دین صاحب وغیرہ جو چچا زاد تھے وہ بھی آپؑ کی دشمنی میں، اسلام کی دشمنی میں ہندوؤں کے ساتھ مل گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں بڑی دریدہ دہنی کرتے تھے بلکہ لیکھرام کو بھی بلا کر انہوں نے دو مہینے تک رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنگ کرنے کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے کے لئے جماعت کے جو احباب آتے تھے ان کو روکنے کے لئے انہوں نے راستہ بند کر دیا۔ ایک دیوار وہاں بنا دی جس سے مسجد کا راستہ بھی رک گیا۔ آنے والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ لیکن بہرحال کسی طرح نہ مانتے تھے تو یہ ایک واحد مقدمہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کسی مخالف پر کیا۔ وہ بھی اس لئے کہ جماعت کے افراد کو تکلیف نہ ہو اور اس کے لئے آپؑ نے دعا بھی بہت کی تو اللہ تعالیٰ نے عربی میں آپؑ کو اس کی خبر بھی دی، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’چکی پھرے گی اور قضاء وقدر نازل ہوگی۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کو رد کر سکے کہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے۔ اس امر میں نہ کچھ فرق آئے گا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہے گا اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں ڈالے گی۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جو بلند آسمانوں کا خدا ہے۔ میرا ربّ اس صراط مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندوں سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے ان بندوں کو بھولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں۔ سو تمہیں اس مقدمے میں کھلی کھلی فتح ہوگی۔ مگر اس فیصلے میں اس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے‘‘۔

آخر کار باوجود اس کے کہ بظاہر وکلاء بھی شروع میں کیس جیتنے کی امید چھوڑ بیٹھے تھے آخر میں ایک ایسا کاغذ ریکارڈ سے مل گیا جس کے بعد اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہو گیا اور دیوار گرا دی گئی۔ بلکہ جج نے اجازت بھی دی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر چاہیں تو ان پہ مقدمہ کریں اور ہرجانے کا دعویٰ کریں۔ کیس کا سارا خرچہ ان سے لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ نہیں کیا لیکن آپؑ کے وکیل نے وہ مقدمہ کر دیا اور جس دن عدالت کا نوٹس آیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دن قادیان سے باہر تھے۔ جب نوٹس پہنچا تو مرزا امام دین تو فوت ہو چکے تھے، مرزا نظام دین کے پاس آیا اور اس وقت ان کی حالت بری ہو چکی تھی بالکل جیسا کہ الہام میں تھا۔ ان کا سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ جو نوٹس آیا 143 روپے یا کچھ اس طرح کی رقم تھی وہ ادا کرنے کی ان کی ہمت نہیں تھی۔ اس پہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ تو خیال رکھیں۔ آخر ہم آپ کے رشتہ دار ہیں۔ آپؑ نے فرمایا مَیں نے تو مقدمہ نہیں کیا اور وکیل کو بھی کہہ دیا کہ کوئی ضرورت نہیں اور لکھ کے دے دیا کہ یہ لوگ گو کہ اپنے زعم میں مجھے بے عزت کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اب جبکہ مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا ہے تو جو مقصد تھا ہمارا وہ ہمیں حاصل ہو گیا ہے۔ ہمیں جگہ مل گئی۔ اس لئے اب کسی قسم کا کوئی انتقام ان لوگوں سے نہیں لینا۔ یہ آپؑ کا اس کے مقابلہ پہ کردار تھا۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ’’افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کے ساتھ درپردہ ایک ہاتھ ہے جو ان کے ہر ایک حملے سے اس کو بچاتا ہے۔ اگر بدقسمتی نہ ہوتی تو ان کے لئے یہ ایک معجزہ تھا کہ ان کے ہر ایک حملے کے وقت خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے سے خبر بھی دے دی کہ وہ بچائے گا۔ (حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 125)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ عجیب بات ہے۔ کیا کوئی اس بھید کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجّال تو مَیں ٹھہرا مگر مباہلے کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے۔؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے پھر ذلت اور رسوائی بھی‘‘۔ (حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 238)

آپؑ نے فرمایا کہ ’’ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو۔ یہاں تک کہ مکہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً 200 مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دیئے بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے گئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے ...... اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کے لئے اس قدر تکلیف اٹھاتے بلکہ میرے مارنے کے لئے خدا ہی کافی تھا‘‘۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 262-263)

آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر، کفایت پر اس قدر یقین تھا جو اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ہوتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو بھی اس انتہا تک ہو سکتا ہے کہ کہیں بھی آپ کو شائبہ تک بھی نہیں۔ ذہن میں خیال تک نہیں آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری فلاں معاملے میں مدد نہیں کرے گا۔ ہاں دعا ضروری ہے۔ دعا کی طرف توجہ ہوتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’ایک عرب کی طرف سے ایک خط آیا کہ ’’اگر آپ ایک ہزار روپے مجھے بھیج کر اپنا وکیل یہاں مقرر کر دیویں تو مَیں آپ کے مشن کی اشاعت کروں گا‘‘۔ (کہ مجھے پیسے بھیجیں اپنا نمائندہ یہاں مقرر کر دیں مشن کی اشاعت کروں گا)۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان کو لکھ دو ہمیں کسی وکیل کی ضرورت نہیں۔ ایک ہی ہمارا وکیل ہے جو عرصہ 22 سال سے اشاعت کر رہا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کی کیا ضرورت ہے اور اس نے کہہ بھی رکھا ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 46 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’بعض ہمارے معزز دوستوں نے جو دین کی محبت میں مثل عاشق زار پائے جاتے ہیں۔ بمقتضائے بشریت کے ہم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ جس صورت میں لوگوں کا یہ حال ہے تو اتنی بڑی کتاب تالیف کرنا کہ جس کی چھپوائی پر ہزار ہا روپیہ خرچ آتا ہے بے موقع تھا۔ سو ان کی خدمتِ والا میں یہ عرض ہے کہ اگر ہم ان صدہا دقائق اور حقائق کو نہ لکھتے کہ جو درحقیقت کتاب کے حجم بڑھ جانے کا موجب ہیں تو پھر خود کتاب کی تالیف ہی غیر مفید ہوتی۔ رہا یہ کہ اس قدر روپیہ کیوں کر میسر آوے گا۔ سو اس سے تو ہمارے دوست ہم کو مت ڈراویں اور یقین کر کے سمجھیں جو ہم کو اپنے خدائے قادر مطلق اور مولیٰ کریم پر اس سے زیادہ تر بھروسہ ہے کہ جو ممسک اور خسیس لوگوں کو اپنی دولت کے ان صندوقوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جن کی تالی ہر وقت ان کی جیب میں رہتی ہے سو وہی قادر توانا اپنے دین اور اپنی وحدانیت اور اپنے بندے کی حمایت کے لئے آپ مدد کرے گا۔ اَلَمْ تعلم اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْیءٍ قَدِیْرٌ (البقرة:107)۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 70)

یہ چند ایک واقعات مَیں نے پیش کئے ہیں` آپؑ کی زندگی کے بے شمار واقعات ہیں جو ہمیں جماعت کی تاریخ میں آپؑ کی سیرت میں ملتے ہیں۔ پھر آپؑ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے جب بھی آپ کی جماعت کے خلاف کوئی فتنہ اٹھا جماعت کی مدد فرمائی۔ اس کے بدنتائج سے جماعت کو محفوظ رکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ سلسلہ قائم فرمایا تھا یہ دنیا کے ہر ملک میں ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ بعض ملکوں میں حکومتوں کی پابندیوں کے اور مخالفت کے باوجود آپؑ کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیل رہی ہے۔ باوجود کمیٔ وسائل کے، جس کا آج کے دور میں دنیا دار جب دیکھتا ہے تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ان وسائل سے کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک تو سب سے پہلے انسان کے لئے بے انتہا وسائل چاہئیں۔ اگر جماعت کا بجٹ دیکھیں تو ہماری جماعت کا ساری دنیا کا جو کُل بجٹ ہے بھی وہ دنیا کے بعض دولت مند افراد کی جو سال کی آمد ہے شاید اس سے بھی کم ہی ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان وسائل میں جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائے ہیں اتنی برکت عطا فرمائی ہے، اس قدر بڑھا دیا ہے کہ وہ دنیا کو بہت نظر آتے ہیں۔ جب بھی کسی دنیا دار سے بات کرو تو ان کا یہی تصور ہوتا ہے کہ جماعت شاید مالی لحاظ سے بہت مستحکم ہے اور بے انتہا جائیدادیں اور روپیہ اس کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مستحکم ہے۔ کیونکہ صحیح رقم صحیح جگہ پر خرچ ہوتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ گزشتہ دورے میں مَیں بینن کے صدر صاحب سے ملا۔ آج کل ان کو انویسٹمنٹ کا بڑا شوق ہے کہ میرے ملک میں انویسٹمنٹ کی جائے تو اس لحاظ سے وہ بھی شاید دنیا داری کی نظر سے ملے تھے۔ پہلا سوال انہوں نے مجھے یہی کیا کہ کتنے ملین ڈالرز کی جماعت یہاں انویسٹمنٹ کرنے والی ہے۔ تو یہ تو ان لوگوں کے تصور ہیں۔

اصل میں تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو ہمارے ساتھ ہے اور ہر کام اور ہر کوشش میں وہ ہی ہماری ہمیشہ

کفایت کرتا ہے اور یہ اس زندہ خدا اور اسلام کے زندہ خدا کا نشان ہے جو ہر وقت ظاہر ہوتا ہے اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس کو محسوس کرتا ہے بلکہ پوری دنیا بھی اس کو محسوس کرتی ہے۔ یہ زمین و آسمان کا وہ مالک خدا ہے جو اپنے بندوں کو جب دنیا میں دین کی اشاعت کے لئے بھیجتا ہے تو انہیں ہر قسم کی تسلی دلاتا ہے، ہر معاملے میں یہ اعلان کرتا ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ کہیں بھی مشکل آئے تو مَیں تمہاری مشکلات کو دور کرنے والا ہوں۔ مَیں تمہارے لئے کافی ہوں۔ ان کے دشمن جو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا استہزا کرنا چاہتے ہیں یا استہزاء کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ ان کے بارہ میں ان پیاروں کو یہ تسلی دلاتا ہے کہ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ بھی اعلان فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِکُمْ۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا وَّکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا (النساء:46) اور اللہ تمہارے دشمنوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے بھی کافی ہے اور اللہ ہی کافی ہے بطور مددگار کے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کی، زندہ خدا کی قدرتیں اور مدد اور تائیدات اور نشانات ہیں جو ہر لمحے اور ہر قدم پر ہمیں نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حقیقت میں اس کا حق ادا کرنے والے رہیں تاکہ ہمیشہ ہمیں یہ تائیدات نظر آتی رہیں۔

یہاں مَیں ایک اور بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں گزشتہ خطبہ میں بہاء اللہ کا ذکر ہوا تھا۔ مَیں نے یہ کہا تھا کہ ایک نبوت کا دعویدار اٹھا۔ اصل میں تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ ایک دعویدار اٹھا اگر اس کا نبوت کا دعویٰ مانا جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس کے ساتھ نہیں تھیں۔ یہ کہنا کہ بہائی لٹریچر میں یا بہائیوں میں یہ تصور نہیں ہے کہ وہ نبی تھا تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس کی اولاد میں سے ہی بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ نبی تھا یا قطب تھا یا ولی اللہ تھا اور خدائی کا دعویٰ اس نے نہیں کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بہاء اللہ کی اپنی جو شریعت ہے جو شائع نہیں کی گئی، چھپی ہوئی ہے۔ اس میں اس کے اپنے خدائی کے دعویٰ کی باتیں نظر آتی ہیں۔ اصل میں اس کا نبوت کا دعویٰ بے شک نہیں تھا لیکن کیونکہ ذکر یہ ہو رہا تھا کہ اگر نبوت کا دعویٰ بھی مان لیا جائے تب بھی اللہ تعالیٰ نے وہ تائیدات نہیں دکھائیں کیونکہ آج کل بعض جگہوں پہ احمدیوں کو بھی بہائیوں کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں لوگ جھوٹے ہیں۔ تو اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تو للہ تعالیٰ کی تائیدات ہیں لیکن دوسری طرف بہائیوں کے ساتھ کوئی تائیدات نظر نہیں آتیں۔ اور پھر یہ جو اس کا اصل لٹریچر ہے (اگر دھوکہ نہ دیا جائے تو) اس میں جو اس نے کتاب لکھی۔ اپنی شریعت جو 'اقدس' کے نام سے بنائی اس میں تو اس نے اپنے آپ کو الوہیت کا یا خدائی کا دعویدار ہی بنایا۔ اس لئے نبوت کی بات تو نہیں ہے لیکن جو لوگ یہ کہتے ہیں اور خود اس کے بعض ماننے والے بھی کہ نبی تھا تو تب بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس کے ساتھ ہمیں نظر نہیں آ رہیں۔ لیکن مَیں اس کے بارہ میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ بعض لاعلم لوگ ان کے گھیرے میں آ جاتے ہیں۔ افریقہ میں بھی، پاکستان میں بھی بعض لوگ ہیں۔ بعض احمدیوں پر بھی بعض اوقات اثر پڑ جاتا ہے تو ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ بہاء اللہ کا اپنا دعویٰ خدائی کا دعویٰ تھا نہ کہ نبوت کا۔ اس کا جو لٹریچر سامنے آیا ہے اس سے پتہ لگتا ہے اور جو اس کا خاص بیٹا تھا جس کو اس نے اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ وہ بھی اس کو خدائی کا دعویدار ہی سمجھتا تھا (خواہ دوسرے بیٹے نہیں بھی سمجھتے ہوں)۔ بہرحال ان لوگوں کا ایک طریق کار ہے۔ ایسے لوگوں کو جو لاعلم ہیں یا زیادہ صلح پسند قسم کے ہیں آہستہ آہستہ اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں اور بے شک پہلے خدائی کا دعویٰ نہیں بتاتے لیکن پھر آہستہ آہستہ جب پکے ہو جاتے ہیں اور شامل ہو جاتے ہیں تو پھر ان کے اوپر وہی شریعت لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو بہاء اللہ نے اپنے خدا ہونے کے لحاظ سے اپنے اوپر اتاری یعنی انسان بھی ہے اور خدا بھی ہے۔ شریعت اتارنے والا بھی وہی ہے اور شریعت وصول کرنے والا بھی خود ہی ہے۔ کیونکہ ان کے بعض لوگ ایسے ہیں بلکہ ان کے بیٹے کا بھی حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے جو فلسطین میں رہے اس کا ذکر کیا ہے کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ ان کا ایک بیٹا وہاں پانچ نمازیں پڑھنے مسجد میں آ جایا کرتا تھا جبکہ ان کے نزدیک باجماعت نماز پڑھنا فرض نہیں ہے۔ بلکہ پانچ نمازوں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ دو یا تین نمازیں ہیں۔

پھر عیسائیوں کی ہمدردی کے لئے جس طرح عیسائی یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کا ظہور تھے اور اس لحاظ سے خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے اسی طرح انہوں نے کہا کہ بہاء اللہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور خود مجسم شکل میں اللہ تعالیٰ آ گیا ہے۔

پھر ان کی ایک تعلیم یہ بھی ہے۔ ان کے اپنے الفاظ میں، ان کی حالت خدا ہونے کی حالت دیکھ لیں، ساتھ خدا ہونے کا دعویٰ بھی ہے۔ بہاء اللہ کیا لکھتے ہیں، کیا کہتے ہیں کہ مَیں قید خانے میں ہوں، بڑا لمبا عرصہ جیل میں رہے ہیں، مَیں مالک الاسماء ہوں، میرے بغیر کوئی خدا نہیں۔ یہ قید خانے میں بیٹھا خدا اور جو مالک الاسماء بھی ہے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ سوائے میرے جو تنہا قیدی ہوں کوئی خدا نہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی میں مدد کرتا رہوں گا۔ وہ خدا جو قید خانے میں بھی ہے جس میں کوئی طاقت بھی نہیں ہے۔ مر بھی جائے گا اور مدد کرتا رہے گا۔ ایسا خدا ہے جو اپنے آپ کو بھی قید سے نہیں چھڑا سکا اور اپنے آپ کو موت سے بچا نہیں سکا اس نے دوسروں کی رہائی کے کیا سامان پیدا کرنے ہیں۔ کسی کے لئے کیا کافی ہونا ہے اور کیا مدد کرنی ہے؟۔

پھر عبدالبہاء، جو ان کے خاص جانشین تھے وہ بہائیوں کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں، بڑا گول مول سا جواب ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی مسیحی بہائی ہو یا یہودی بہائی ہو یا فری مسین بہائی ہو یا مسلمان بہائی ہو۔ یعنی ہر مذہب میں جا کے بہائی بنا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں نفوذ اس طرح کرو کہ آہستہ آہستہ پہلے ان کی تعلیم کے مطابق، ہر مذہب کی اپنی تعلیم کے مطابق ان کو بہاء اللہ کے قریب لانے کے لئے قائل کرو۔ جب وہ پکے ہو جائیں تو پھر اس کی الوہیت اور خدا ہونے کا دعویٰ ان تک پہنچاؤ۔ پھر یہ بھی دیکھیں۔ عجیب خدائی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب انبیاء کو بھیجتا ہے تو یہ فرماتا ہے کہ یہ میرا پیغام ہے دنیا کو پہنچا دو۔ جس قوم کے لئے بھیجا گیا ہے اس قوم کو پہنچا دو۔ آنحضرت ﷺ کو بھیجا تو فرمایا کہ تمام دنیا تک یہ پیغام پہنچا دو۔ آپ کے نائب، عاشق صادق، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تو فرمایا کہ تمام دنیا تک میرا پیغام پہنچا دو۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ یہ پیغام نہیں پہنچانا چاہئے۔ بہائیوں نے خود یہ لکھا ہے کہ بہاء اللہ نے ان ممالک میں تبلیغ کرنا حرام قرار دیا ہے۔ کچھ مدت بکلّی خاموشی اختیار کریں۔ اگر کوئی سوال کرے تو کامل بے خبری کا اظہار کریں۔ فلسطین وغیرہ میں یہ لوگ بڑی خاموشی سے کام کرتے ہیں۔ پھر ہر مزاج کے آدمی کے لحاظ سے ان کی تبلیغ ہو رہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مسیحی بہائی ہے، یہودی بہائی ہے، مسلمان بہائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا کہ ایک انگریز عورت جو بہائی ہو گئی تھی اپنی ایرانی دوست کے ساتھ آئی تو مَیں نے اس سے پوچھا کہ قرآن کریم تو کامل شریعت لے کر آیا ہے۔ کون سی نئی بات ہے جو تمہیں بہاء اللہ نے بتائی ہے۔ اس نے کہا کہ شریعت تو کامل نہیں ہے کیونکہ یہ تو فطرت کے خلاف ہے کہ مرد چار شادیاں کرے۔ مغرب میں چار شادیوں پر بڑا اعتراض ہوتا ہے نا۔ تو بہاء اللہ نے کہا ہے کہ ایک شادی کرو۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن بہاء اللہ نے خود تو دو شایاں کی ہوئی تھیں۔ بعض کہتے ہیں تین شادیاں کی تھیں۔ تو اس نے کہا کہ نہیں وہ تو دعویٰ سے پہلے تھی۔ تو حضرت خلیفہ ثانی نے کہا کہ اچھا خدا ہے جس کو یہ بھی نہیں پتا کہ میں نے دعویٰ کر کے کیا شریعت بنانی ہے اور پہلے ہی کر لیں۔ پھر چلو وہ پہلے کر لی تھیں۔ مگر اپنے بیٹے کی دو شادیاں کروائیں وہ کیوں کروائیں؟ اس نے اپنی ایرانی سہیلی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہاں اس طرح تھا۔ دو شادیاں ہوئی تھیں۔ کہتے ہیں مَیں نے اس سے کہا پھر اب بتاؤ۔ تو وہ ایرانی کہتی کہ دوسری کو تو اس نے بہن بنا لیا تھا۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے اس سے سوال کیا کہ اچھا بہن بنا لیا تھا تو پھر اس سے اولاد کیوں پیدا ہوئی؟ کیا بہن سے اولاد پیدا ہوتی ہے؟ اس پر ساری مجلس نے جب اس کی طرف دیکھا تو بیچاری بہت شرمندہ ہوئی۔ تو یہ تو ان کے دعوے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں اور بچتے رہیں۔ یہ بڑی خاموشی سے حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنی شریعت کو تو انہوں نے بتایا ہے کہ یہ شائع کی اور چھپا کے رکھی ہوئی ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ اس کو ظاہر نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کے بارے میں تو یہ فرماتا ہے کہ جب وہ جھوٹا دعویٰ کریں اور میرے پر الزام لگائیں کہ مَیں نے بھیجا ہے، میرا کلام اترا ہے تو مَیں ان کو پکڑتا ہوں۔ رگ جان سے پکڑ لیتا ہوں لیکن جو خدائی کا دعویٰ کرنے والے ہیں ان کے بارہ میں یہ نہیں فرمایا کہ میں ان کو پکڑوں گا اس دنیا میں تباہ کروں گا۔ فرمایا کہ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ (انبیاء:30) کہ جو بھی ان میں سے یہ کہے کہ مَیں خدا کے سوا معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کے لئے یہ جزا مرنے کے بعد رکھی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ جہاں سچے نبیوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ ان کے لئے نشانات دکھاتا ہے۔ جھوٹے نبیوں کو یا جھوٹے دعوے کرنے والوں کو پکڑتا ہے۔ اس دنیا میں جھوٹے دعویداروں کو رسوا کرتا ہے۔ وہاں مدعیان الوہیت ہیں یا جو خدا کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ ان کے لئے اس کا فیصلہ مرنے کے بعد ہے۔ جہنم کی آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی موحد بننے اور اپنے بھیجے ہوئے فرستادہ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت اور فضل کی چادر میں ہمیشہ لپیٹے رکھے اور اپنا قرب حاصل کرنے والا بناتا چلا جائے۔

جماعت احمدیہ ماریشس کے
47ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت اور شاندار انعقاد

(رپورٹ: مظفر سدھن صاحب۔ مبلغ ماریشس)

الحمدللہ کہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے بابرکت سال میں جماعت احمدیہ ماریشس کو اپنا 47واں جلسہ سالانہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ مورخہ 12 تا14 دسمبر 2008 بروز جمعہ تا اتوار ملک کے دارالحکومت پورٹ لوئیس کے فری پورٹ سنٹر کے وسیع وعریض ہال میں منعقد ہوا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ جماعت احمدیہ ماریشس نے اپنے مرکز روز ہل سے باہر یہ جلسہ منعقد کیا۔

اس جلسہ سالانہ کی سب سے نمایاں بات یہ تھی کہ یہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے سال میں منعقد ہونے والا عظیم الشان جلسہ تھا۔ اس مناسبت سے اس کے زیادہ وسیع انتظامات کئے گئے تھے۔ نیز ایک شاندار تصویری نمائش، بک سٹال، شعبہ تعلیم اور وصایا کے خصوصی سٹال اور جلسہ کے سب ضروری دفاتر قائم کئے گئے تھے۔ کھانے کی تیاری کے لئے جلسہ گاہ کے قریب کی ایک جماعت Pailles میں مسجد نور کے قرب میں عارضی لنگر خانہ قائم کیا گیا تھا۔ جہاں سے پکا ہوا کھانا جلسہ گاہ لاکر بند ڈبوں کی صورت میں سب احباب وخواتین میں تقسیم کیا جاسکتا تھا۔

اس جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کو مرکزی نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔

علاوہ ازیں ماریشس ریپبلک کے صدر مملکت Sir Aneerood Jugnauth بنفس نفیس اس جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ایک خصوصی اجلاس میں شامل ہوئے۔ آپ کے علاوہ تعلیم اور کلچر کے وزیر مملکت Hon.Vasant Bunwaree، دارالحکومت پورٹ لوئیس کے لارڈ میئر، Q. Bornes شہر کے میئر، دوممبران قومی اسمبلی، پنڈت Ved Gopee اور 25 سے زائد غیر از جماعت معزز مہمانوں نے بھی اس جلسہ میں شرکت فرمائی۔

مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لنڈن مرکزی نمائندہ کے طور پر مورخہ 7 دسمبر کو ماریشس پہنچے۔

مورخہ 9 دسمبر کو مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے مسجد دارالسلام روز ہل ماریشس میں نماز عیدالاضحیہ پڑھائی اور قربانی کے اسلامی فلسفہ پر ایک پر مغز خطبہ عید بیان کیا۔ احباب جماعت وخواتین نے بڑی کثرت کے ساتھ اس بابرکت اور روحانی اجتماع میں شرکت کی۔

مورخہ 11 دسمبر کی شام کو مکرم ومحترم امام صاحب اور مکرم ومحترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ کیا۔ Pailles میں لنگر خانہ دیکھنے کے بعد جلسہ گاہ میں جلسہ کے دفاتر اور مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہوں کا وزٹ کرنے کے بعد ایک مختصر تقریب منعقد ہوئی جس میں مرکزی نمائندہ مکرم ومحترم امام صاحب نے کارکنان کو ہدایت دیں اور جلسہ کی کامیابی کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔

جلسہ سالانہ پہلا دن

مورخہ 12 دسمبر بروز جمعۃ المبارک جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔ مکرم ومحترم امیر صاحب ماریشس نے جمعہ کا خطبہ دیا۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 5 دسمبر 2008ء کے خطبہ جمعہ کا مقامی کریول زبان میں ترجمہ پیش کیا اور جلسہ سالانہ کے حوالہ سے چند ضروری ہدایات بھی بیان فرمائیں۔ چائے کے وقفہ کے بعد افتتاحی اجلاس سے قبل مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن مرکزی نمائندہ نے لوائے احمدیت اور مکرم ومحترم امیر صاحب ماریشس نے ماریشس کا جھنڈا لہرایا۔ بعدازاں محترم امام صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس

جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قران کریم سے ہوا۔ ترجمہ کے بعد ایک نظم پیش کی گئی۔ بعد ازاں مکرم امام صاحب نے جلسہ سالانہ کا افتتاحی خطاب پیش کیا۔ اس میں آپ نے جلسہ سالانہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ارشادات پیش کرتے ہوئے احباب جماعت کو دعائیں کرنے اور جلسہ سالانہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی تلقین کی۔

اجلاس کی دوسری تقریر خاکسار مظفر سندھن (مبلغ سلسلہ ماریشس) کی تھی۔ خاکسار نے قرآن وحدیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں ثابت کیا کہ خلافت کا قیام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد نائب امیر مکرم شمس Varsally صاحب نے خلفاء احمدیت کی جاری فرمودہ تحریکات پر ایک جامع تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے چند نکاحوں کا اعلان کیا۔ کھانے کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔

دوسرا روز

جلسہ کی روایت کے مطابق نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس القران ہوا جو مکرم فواد Lall Beeharry صاحب نے دیا۔

صبح کے اجلاس کا آغاز ساڑھے دس بجے ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد اجلاس میں پہلی تقریر صدر مجلس انصاراللہ مکرم مختار دین تیجو صاحب کی تھی۔ آپ نے خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں قیام نماز، پردہ کا اہتمام کرنے اور معاشرتی برائیوں سے بچنے کے بارہ میں بہت جامع اور زوردار خطاب کیا۔

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ آپ نے قران مجید میں مذکور عبادالرحمٰن کی صفات کو پیش کرتے ہوئے والدین کو تربیت اولاد کے ضمن میں قیمتی نصائح فرمائیں۔ آپ نے اپنا ذاتی نیک نمونہ دکھانے، بچوں کے لئے دعا کرنے، ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنے، قیام نماز اور پردہ کے حوالہ سے بہت موثر خطاب کیا۔ آپ نے قران مجید پڑھنے اور سیکھنے سکھانے پر بھی زور دیا۔

نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسرے روز کا دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ اس میں تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر نائب امیر مکرم موسیٰ تیجو صاحب کی تھی۔ آپ نے خلافت کے بارہ میں خلفاء احمدیت کے بابرکت ارشادات بہت عمدگی سے پیش فرمائے۔ دوسری تقریر صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم معز سوکیہ صاحب کی تھی۔ آپ نے خلفاء احمدیت کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات کو بڑی عمدگی کے ساتھ پیش کیا۔ قبولیت دعا کے یہ واقعات بڑی توجہ کے ساتھ سنے گئے اور سامعین کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔

خصوصی اجلاس

بعد دوپہر ایک خصوصی اجلاس ترتیب دیا گیا تھا جس میں غیر از جماعت معزز مہمانوں کو بطور خاص مدعو کیا گیا تھا۔ ان میں سرفہرست ماریشس کے صدر مملکت عزت مآب Sir Aneerood Jugnauth تھے جو دیگر مصروفیات کے باوجود اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے اور ڈیڑھ گھنٹہ تک یہاں رہے۔ آپ ٹھیک ساڑھے چار بجے تشریف لائے۔ مکرم ومحترم امیر صاحب اور مرکزی نمائندہ نے ان کا استقبال کیا۔ صدر مملکت کے اسٹیج پر تشریف لاتے ہی قومی ترانہ کے احترام میں سب احباب کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد تلاوت قرآن کریم ونظم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ اجلاس کے سیکریٹری مکرم مبارک سلطان غوث صاحب نے جماعت احمدیہ اور خلافت کے حوالہ سے تعارف کروایا۔

اس کے بعد مکرم ومحترم محمد امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے نظام خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقیات کا بہت تفصیل سے ذکر کیا۔ آپ کی جامع تقریر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ دورہ غانا اور کینیڈا کے دوران علی الترتیب صدر غانا اور وزیر اعظم کینیڈا کی تقاریر کی جھلکیاں سکرین پر دکھائی گئیں اور انھوں نے جماعت کو جو خراج تحسین پیش کیا وہ انہیں کے الفاظ میں پیش کیا گیا۔ اسکے بعد ملک کے وزیر تعلیم، شہر Q. Bornes اور شہر Rosehill کے میئر صاحبان نے بھی خطاب کیا اور جماعت کی بے لوث خدمات کا بہت اچھے رنگ میں ذکر کیا۔

صدر مملکت نے اپنی تقریر میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں ایک بار پھر اس جلسہ میں شمولیت کا موقع مل رہا ہے۔ آپ نے جلسہ کے کامیاب انعقاد پر سب کو مبارکباد پیش کی اور قیام امن کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ جو کوششیں کررہی ہے ان کو خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ پرامن اصولوں کی علمبردار ہے اور یہی وہ اقدار ہیں جن کی آج دنیا کو بہت ضرورت ہے۔

صدر مملکت کی تقریر کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر مرکزی نمائندہ مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ آپ نے حالات حاضرہ کے پس منظر میں اس بات پر زور دیا کہ حقیقی اسلامی تعلیمات کا دہشت گردی یا انتہا پسندی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ قران مجید کی تعلیمات اور رسول مقبول ﷺ کا مبارک اسوہ اس بات کو بڑی وضاحت سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام قیام امن عالم کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ آپ نے قرآن مجید کی آیات اور رسول پاک ﷺ کی زندگی کے بعض واقعات کی روشنی میں اس مضمون کو خوب واضح فرمایا۔ غیر مسلموں سے رواداری اور حسن سلوک بھی اسلام کی ایک امتیازی خوبی ہے اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی آپ نے پیش فرمائے۔ خطاب کے آخر میں محترم امام صاحب نے دعا کروائی اور یہ خصوصی اجلاس نہایت عمدگی کے ساتھ بروقت اختتام پذیر ہوا۔

اختتامی اجلاس

مورخہ 14 دسمبر اتوار کے روز نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس مکرم اقبال احمد باجوہ صاحب مبلغ مڈغاسکر نے دیا۔ اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت ونظم سے ہوا۔ بعد ازاں پانچ ممالک جن میں آئیوری کوسٹ، فرانس، مڈغاسکر، برطانیہ اور Rodrigues شامل ہیں کے نمائندگان نے حاضرین سے مختصر خطابات کئے۔ اسکے بعد مکرم ومحترم محمد امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے احباب جماعت سے "برکات خلافت" کے موضوع پر ایک دلنشیں خطاب فرمایا۔ آپ نے جلسہ سالانہ کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد اس بات پر زور دیا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے نظام سے نوازا ہے۔ اسکی برکات ساری دنیا میں نظر آتی ہیں اور جماعت ہر پہلو سے ترقی کررہی ہے۔ آپ نے خاص طور پر ان افضال اور ترقیات کا ذکر فرمایا جو ماریشس جماعت کو ملیں اور مل رہی ہیں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جات اور خلفاء کی دعاؤں کی برکات کے متعدد ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔ جماعت احمدیہ ماریشس کی ترقیات کے مختلف پہلوؤں پر بھی آپ نے روشنی ڈالی۔ یہ خطاب بہت جامع تھا۔

اختتامی اجلاس کی آخری تقریر مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی تھی جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور نمائندہ مرکز اس جلسہ کے لئے بھجوایا تھا۔ آپ نے جلسہ سالانہ کی کامیابی کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جماعت کو مبارکباد دی۔ افسران اور کارکنان کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات اور محنتوں کو قبول فرمائے۔ اس جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2231 احباب وخواتین نے شمولیت فرمائی جو سال گزشتہ سے زیادہ ہے۔ الحمدللہ

اسکے بعد محترم امام صاحب نے برکات خلافت پر ایک جامع خطاب فرمایا۔ خلافت کی سوسالہ تاریخ پر ایک نظر کرتے ہوئے آپ نے مختلف میدانوں میں جماعت کو حاصل ہونے والی ترقیات اور تائیدات کے متعدد ایمان افروز واقعات اور کوائف بیان فرمائے۔ جو لوگ خلافت سے منہ موڑ گئے ان کی حالت زار کا بھی آپ نے ذکر کیا۔ جماعت کی عالمگیر وسعت، خدمت انسانیت کے حوالہ سے خدمات، MTA اور ہیومینٹی فرسٹ، تحریک وصایا، وقف نو اور دیگر ترقیات کا ایک مختصر مگر جامع نقشہ سامعین کے سامنے پیش کیا۔ آخر میں آپ نے خلافت کی برکات کے حوالہ سے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ ہر فرد جماعت کو خلیفہ وقت کے ساتھ گہری محبت، عقیدت، فدائیت اور اطاعت کا مضبوط تعلق پیدا کرنا چاہیے کیونکہ ہماری سب ترقیات اور کامیابی کا انحصار اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ساری دنیا کو امتِ واحدہ بنانے کے لئے اتاری ہے۔

اس ایمان افروز خطاب کے ساتھ جماعت احمدیہ ماریشس کا 47واں جلسہ سالانہ نہایت کامیابی اور ایمانی بشاشت کی فضا میں اختتام کو پہنچا۔ اجتماعی دعا میں احباب نے ایک نئے عزم اور خاص کیفیت سے شمولیت فرمائی۔ الحمدللہ۔ جلسہ میں دوران سال وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی نیز مختلف امتحانات اور خدمات میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء کو مردانہ جلسہ گاہ میں اور طالبات کو زنانہ جلسہ گاہ میں انعامات اور اعزازات تقسیم کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کی خبر قومی ٹیلیویژن پر متعدد مرتبہ نشر ہوئی اور اخبارات میں بھی رپورٹس شائع ہوئیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت ماریشس کو اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے اور خلافت کے زیر سایہ مزید ترقیات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ اور تحریک جدید

(محمد مقصود احمد منیب)

(دوسری قسط)

زندہ اور قربانیاں کرنے والی جماعت

آج روئے زمین پر اگر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کوشاں اگر کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔ پس ایک یہی جماعت ہے جو خلفاء وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے محض رضائے باری تعالیٰ کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے پیارے مسیح علیہ السلام کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان، مال اور وقت کی قربانیاں پیش کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ چنانچہ حضور انور نے اس بارہ میں فرمایا:

"آج میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے مالی قربانی کے حوالے سے کچھ کہوں گا۔ آج عمومی طور پر جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے خلفاءِ وقت کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اس قابل ہوگئی ہے جہاں وہ ہر قسم کی قربانی کے فلسفے کو سمجھتی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد اس بات کا فہم حاصل کرنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ الٰہی جماعتوں کی ترقی کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی انتہائی اہم ہے۔ بعض سختیوں اور امتحانوں اور قربانیوں میں سے گزر کر ہی پھر اس منزل کے آثار نظر آتے ہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک مومن بندہ الٰہی جماعت میں شامل ہوتا ہے۔ قربانیوں کے معیار حاصل کرنے سے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے اس بات کا موقع دے رہا ہے کہ ہم فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات کی روح کو سمجھتے ہوئے نیکی کے مواقع حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ یہی تمہارا مطمحِ نظر ہونا چاہئے۔ اگر صالحین میں شمار ہونا ہے تو پھر کوشش کر کے ہی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہوگا تبھی تم یہ مرتبہ پا سکتے ہو۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گے تو ان قربانیوں اور نیکیوں سے ہی اللہ کے فضل سے اللہ کا قرب پاؤ گے۔ یہ مالی اور جان کی قربانیاں تمہاری فلاح کا ذریعہ بنیں گی۔ ہمیشگی کی زندگی تمہیں ان قربانیوں سے ہی حاصل ہوگی۔ پس آج اللہ تعالیٰ کے حکموں کا یہ ادراک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر حاصل ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو حاصل ہے۔ آج دین کی خاطر اگر وقت کی قربانی کوئی دے رہا ہے تو وہ احمدی ہے۔ آج دین کی خاطر اگر اولاد کی قربانی کوئی دے رہا ہے تو وہ احمدی ہے۔ آج دین کی خاطر اگر مال کی قربانی کوئی دے رہا ہے تو وہ احمدی ہے۔ آج دین کی خاطر اُس روح کو سمجھتے ہوئے اور اُس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے جس کی طرف ہمیں زمانے کے امام نے توجہ دلائی ہے اور اس راستے پر ڈالا ہے اور دین پر مضبوطی سے قائم کیا ہے، کوئی جان کی قربانی دے رہا ہے تو وہ احمدی ہے۔ پس یہ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخرین کے گروہ میں شامل کر کے ان پہلوں سے ملایا ہے جو دین کی خاطر عظیم قربانیاں دیتے چلے گئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/نومبر 2006ء)

عورتوں کی قربانیاں

کمائی کرنے والی مستورات کے بارے میں حضور انور نے فرمایا:

"حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کی کھانوں کی چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے، بشرطیکہ بگاڑ کی نیت نہ ہو تو اس عورت کو بھی ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا کہ اس کے خاوند کو اس مال کے کمانے کی وجہ سے ملا۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اجر المرءۃ اذا تصدقت من بیت زوجھا......) کیونکہ رقم خاوند کی ہے۔ اگر وہ خرچ کرتی ہے تو دونوں کو اس کا ثواب مل رہا ہے۔ جماعت پر بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ ہماری جماعت کی خواتین اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت آگے بڑھ جاتی ہیں اور اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کو پیچھے چھوڑ دیتی ہیں۔ پھر بعض عورتوں کے ہاتھوں میں اتنا سگھڑ پن ہوتا ہے کہ عام طور پہ گھر والوں کو محسوس بھی نہیں ہوتا اور اسی طرح گھر کا نظام چل رہا ہوتا ہے، گھر کا وہی معیار قائم رہتا ہے اور اس میں سے بچت کر کے وہ چندوں میں دے رہی ہوتی ہیں۔ اگر ایسی عورتیں ہیں جو اچھے طور پہ گھر چلا رہی ہیں، خاوندوں کو بھی ان کی ٹوہ میں نہیں رہنا چاہیے کہ چندہ فلاں جگہ سے تم نے کس طرح دے دیا۔ جو دے دیا وہ دے دیا۔ اس حدیث کے مطابق ثواب عورت کو بھی مل رہا ہے، آپ کو بھی مل رہا ہے اور جن عورتوں کو بچت کی عادت نہیں ہے، ان کو بھی بچت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ بعضوں کو فضول خرچی کی بہت زیادہ عادت ہوتی ہے ان کو اپنے اخراجات کو کم کرنا چاہیے۔ دکھاوے کے لیے بلاوجہ گھروں پر خرچ کر رہی ہوتی ہیں۔ بعض جیسا کہ مَیں نے کہا کہ گھروں میں بھی خرچ کرتی ہیں لیکن بچت کر کے کرتی ہیں۔ تو چندوں کے ساتھ ساتھ اگر وہ اپنے گھروں میں بھی خرچ کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن فضول خرچی کر کے صرف گھر پر خرچ کئے جانا اور کہہ دینا ہمیں چندے دینے کی توفیق نہیں، یہ غلط ہے اور جن ماؤں کو سادگی کی عادت ہوتی ہے اور چندے دینے کی عادت ہوتی ہے۔ تو ان کی اولادوں میں بھی یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ اولادیں عملی زندگی میں آتی ہیں تو ان کے ہاتھ میں بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح برکت پیدا کر دیتا ہے۔ ان کو بھی بہترین انداز میں بہترین رنگ میں گھر چلانے کے ساتھ ساتھ چندے دینے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی ہے یہاں مَیں بتا دوں کہ بعض گھروں میں کشائش آنے کے ساتھ ساتھ حالات بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ جیسا کہ مَیں نے کہا فضول خرچی کی عادت پڑ جاتی ہے اور دکھاوے کے لیے خرچ کرنے کا رجحان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تو ان لوگوں کو پھر مَیں کہتا ہوں کہ توجہ کرنی چاہئے۔ اپنے اخراجات کم کریں اور سادگی کو اپنائیں اور پھر اس سادگی کہ وجہ سے مالی قربانیاں کرنے کی توفیق پائیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنی روپوں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے کھل کر خرچ کیا کرو۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ فیھا استطاع)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/نومبر 2004ء)

احمدی خواتین کی قربانیاں

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورت بھی ان قربانیوں میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احمدی عورتوں کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"احمدی عورتیں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ ماشاء اللہ مردوں سے مالی قربانی میں زیادہ آگے بڑھی ہوئی ہیں۔ جرمنی میں جو برلن کی مسجد ہے لجنہ تعمیر کر رہی ہے وہاں بھی لجنہ UK نے تقریباً پونے دو لاکھ پاؤنڈ ادا کئے ہیں۔ برطانیہ میں جو نئی مسجد بنانے اور سینٹرز خریدنے کی رَو چلی ہے اس میں بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ احمدی عورتوں کا بڑا ہاتھ اور کردار ہے۔ اس کا اظہار کئی میٹنگز میں اور شوریٰ میں احمدی عورتوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ میرے سامنے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ ملاقاتوں میں بھی اظہار کرتی ہیں کہ فوری طور پر مسجد بننی چاہئے کیونکہ یہ ہمارے بچوں کی تربیت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ پس یہ ہے احمدیت کی خوبصورتی۔ یہ ہے وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم میں پیدا کیا ہے، ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں میں بھی پیدا کیا ہے اور جب تک یہ روح ان میں قائم رہے گی، ان کی نسلوں میں عبادتوں میں ترقی کرنے والے اور مالی قربانی کرنے والے پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ ان کی نسلیں بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہمیشہ ایسی قربانی کرنے والی عورتیں، ایسی قربانی کرنے والے مرد، بچے اور بوڑھے عطا فرماتا چلا جائے، جو دنیا کی دوستیوں اور دنیا کی تجارتوں کی طرف دیکھنے کی بجائے آخرت پر نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہوں اور تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2008ء)

آئندہ نسلوں میں قربانی کا جذبہ منتقل کرنا

حضور انور نے نصیحت کرتے ہوئے پرانے بزرگوں کی قربانیوں کا حوالہ دیا اور نصیحت کی کہ جماعت میں قربانی کا تسلسل قائم رکھیں۔ چنانچہ فرمایا:

"پرانے بزرگوں کے کھاتوں کے علاوہ تو ماشاء اللہ اس وقت جو بعض جگہوں پہ قربانی کا معیار ہے۔ جماعت میں بہت اعلیٰ معیاری قربانیاں ہیں۔ جماعت قابل رشک نمونے دکھاتی ہے اور دکھا رہی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال یہ سلسلہ آگے ہی بڑھتا چلا جا رہا ہے لیکن ان معیاروں کو قائم رکھنے کے لیے اپنی آئندہ نسلوں کو بھی تلقین کرتے رہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 2004ء)

بچوں کو چندہ کے نظام سے منسلک کرنا

حضور انور نے سب بڑوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

پس جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بچوں، کھلونوں وغیرہ پر خرچ کر دیتے ہیں تو دین کے لئے کیوں نہیں کئے جاتے؟ تو اس وقت بھی جب بچوں پہ خرچ کر رہے ہوتے ہیں اگر بچوں کو سمجھایا جاوے اور کہا جائے کہ تمہیں بھی مالی قربانی کرنی چاہئے اور اس لئے کہ جماعت میں بچوں کے لئے بھی، جو نہیں کماتے ان کے لئے بھی ایک نظام ہے۔ تحریک جدید ہے، وقف جدید ہے۔ تو اس لحاظ سے بچوں کو بھی مالی قربانی کی عادت ڈالنے کے لئے ان تحریکوں میں حصہ لینا چاہئے۔ اس کی تلقین کرنی چاہیے۔ جب بھی بچوں کو کھانے پینے کے لئے یا کھیلنے کے لئے رقم دیں تو ساتھ یہ بھی کہیں کہ تم احمدی بچے ہو اور احمدی بچے کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بھی اپنے جیب خرچ میں سے کچھ بچا کر اللہ کی خاطر، اللہ کی راہ میں دینا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 2004ء)

اسی تسلسل میں حضور انور نے عید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اب عید آ رہی ہے۔ بچوں کو عیدی بھی ملتی ہے تحفے بھی ملتے ہیں۔ نقدی کی صورت میں بھی۔ اس میں سے بھی بچوں کو کہیں کہ اپنا چندہ دیں۔ اس سے پھر چندہ ادا کرنے کی اہمیت کا بھی احساس ہوتا ہے اور ذمہ داری کا بھی احساس ہوتا ہے۔ بچہ پھر یہ سوچتا ہے اور بڑے ہو کر یہ سوچ پکّی ہو جاتی ہے کہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر خرچ کروں، قربانیاں دوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ کو دھوکہ مت دو

حضور انور نے حیلے بہانے سے کم بجٹ لکھوانے اور اپنی استطاعت سے کم چندہ دینے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جماعت میں بہت تعداد ہے جو دل کھول کر چندہ دینے والی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے۔ لیکن ایسے بھی لوگ ہیں جو اچھی بھلی آمد ہوتی ہے تو حیلے بہانے تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ بہت سارے اپنے اخراجات شامل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اصل آمد تو ہماری یہ ہے۔ اس پہ ہم چندہ دیں گے یا اس کے

مطابق ہم چندہ دیں گے۔ ہماری آمد کوئی نہیں، حالات بڑے خراب ہیں۔ تو ان کو بھی سوچنا چاہئے، ناشکری نہیں کرنی چاہئے۔ اس ناشکری کی وجہ سے جو اچھے بھلے حالات ٹھیک ہیں، وہ خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ تو یہی کہتا ہے کہ میری راہ میں وہی مال خرچ کرو جو تمہیں زیادہ محبوب ہے۔ اپنی ضروریات کو پیچھے ڈالو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر2004ء)

مالی قربانی اور اللہ کی رضا

مالی قربانی کا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ساتھ ایک گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے ساتھ ان کے مال اور جان کے بدلے جنت اور اپنی رضا کا وعدہ کیا ہے۔ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی حالتوں پر ہر وقت نظر رکھتے ہوئے ان پہلوں کی قربانی کو ہر وقت سامنے رکھیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان کر دیا۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ان فضلوں کے وارث ٹھہریں گے، اس کا قرب پائیں گے، اپنی دنیا و آخرت سنواریں گے اور آگے اپنے بچوں کی ہدایت کے سامان پیدا کریں گے۔ پس آج ہم سب جو یہ قربانیاں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کریں یا حاصل کر سکیں تو اب ہمیں اپنی ہر قربانی کو خدا تعالیٰ کے حکموں کے تابع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اگر ہم نے اس بات کو نہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے تو ہمارا یہ دعویٰ بالکل کھوکھلا دعویٰ ہے کہ آج ہم ہر قسم کی قربانیوں کا فہم و ادراک رکھتے ہیں یا یہ کہ صرف احمدی کو یہ فہم حاصل ہے اور احمدی کی قربانی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دنیا میں دوسرے مسلمان بھی قربانیاں کرتے ہیں یا یہ کہنا چاہئے کہ دوسروں کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ لوگوں کی ہمدردی اور ان کی مدد کے لئے انہوں نے ادارے بھی کھولے ہوئے ہیں۔ عیسائیوں نے، یہودیوں نے اور دوسرے مذہب والوں نے بڑی بڑی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں جہاں وہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور بہت کرتے ہیں۔ لیکن اس سب خدمت اور ہمدردی کے پیچھے وہ جذبہ نہیں ہے کہ خدا کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لیے یہ سب خدمت کرنی ہے۔ عارضی طور پر متاثر ہو کر کسی چیریٹی میں مدد تو کر دیں گے۔ لیکن یہ جذبہ نہیں کہ اللہ کا حکم ہے اس لیے مدد کرنی ہے یا اللہ کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے خرچ کرنا ہے۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنی ہے۔ بعض لوگ دولت بھی ایسے ذرائع سے کماتے ہیں جو کسی لحاظ سے بھی جائز نہیں ہے۔ ان کے دولت کمانے کے ذریعے ناجائز ذریعے ہوتے ہیں لیکن اپنی کمپنیوں کے بجٹ میں چیریٹی کے لیے بھی کچھ رقم مختص کر دیتے ہیں تاکہ حکومت کے ٹیکسوں سے چھوٹ مل جائے۔ تو یہ سب قربانیاں جو کی جا رہی ہوتی ہیں یا ان کے خیال میں جو قربانیاں کی جا رہی ہوتی ہیں یہ عارضی اور سطحی اور اکثر اوقات دنیا دکھاوے کے لیے بھی ہوتی ہیں۔

لیکن ایک احمدی کی جو قربانی ہے اور جو ہونی چاہئے اس کا مقصد جیسا کہ مَیں نے کہا، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا ہے اور اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی خدمت کرے اور اگر مالی قربانی کر رہا ہے تو وہ بھی جائز ذرائع سے کمائی ہوئی آمد سے کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ یعنی جو کچھ بھی تم اپنے اچھے مال میں سے خرچ کرتے ہو وہ تمہیں فائدہ دے گا، وہ تمہارے فائدہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر کا لفظ استعمال کر کے ہمیں یہ توجہ دلا دی ہے کہ تم جو مالی قربانیاں کرو، ایک تو یہ کہ محنت سے اور جائز ذرائع سے کمائے ہوئے مال میں سے کرو، یہ نہیں کہ شراب کی دکانوں پر کام کر کے یا سؤر بیچنے والی دکانوں پر کام کر کے یا پھر کوئی ایسا کام کر کے جو غیر قانونی ہو، پیسہ کما کر اس پر چندہ دے دو یا جس طرح ناجائز منافع خور کرتے ہیں کہ ناجائز پیسہ کما کر تھوڑی سی رقم غریبوں پر خرچ کر دی یا حج کر لیا اور سمجھ لیا کہ پیسہ پاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ایسا پیسہ نہیں چاہئے۔ اللہ کی راہ میں جو تم خرچ کرو اس میں خیر ہونی چاہئے۔ وہ جائز ہونا چاہئے اور پھر تم جو یہ جائز پیسہ کما رہے ہو اس پر چندہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق ہی دو، یہ نہیں کہ آمد تو لاکھ روپے ہے اور چندہ دس روپے دے دیا اور سمجھ لیا کہ میں نے قربانی کا حق ادا کر دیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

نومبایعین اور تحریک جدید

نومبایعین کو چندہ کے بابرکت نظام اور تحریک جدید میں شامل کرنے کے بارہ میں نصیحت کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’بیعت کرتے ہیں اور وہ چندہ نہیں دیتے۔ ان کو بھی اگر شروع میں یہ عادت ڈال دی جائے کہ چندہ دینا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے دین کی خاطر قربانی کی جائے تو اس سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے تو ان کو بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ بہت سے نومبائعین کو بتایا ہی نہیں جاتا کہ انہوں نے کوئی مالی قربانی کرنی بھی ہے کہ نہیں۔ تو یہ بات بتانا بھی انتہائی ضروری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا پھر ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے جو مالی قربانیاں نہیں کرتے۔ اب اگر ہندوستان میں، انڈیا میں اور افریقن ممالک میں یہ عادت ڈالی جاتی تو چندے بھی کہیں کے کہیں پہنچ جاتے اور تعداد بھی کئی گنا زیادہ ہو سکتی تھی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر2004ء)

اللہ تعالیٰ کا احمدیوں پر احسان ہے

اللہ تعالیٰ کو تو ہمارے پیسے اور رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا آج احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی جو توفیق مل رہی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مل رہی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے احمدیوں پر۔ اس بارہ میں حضور انور نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے رقم کی ضرورت نہیں ہے، میں غنی ہوں۔ اس قربانی کے ذریعے سے میں تمہیں آزما رہا ہوں کیونکہ یہ سب تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے۔ پس یہ جو فرمایا فَلِاَنْفُسِكُمْ۔ قربانی کرتے ہوئے یہ فقرہ تمہارے ذہن میں رہنا چاہئے اور جب یہ سوچ ہو گی تو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھو کہ تم اس حکم پر چل رہے ہو کہ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ کہ تم اللہ کی رضا جوئی کے سوا کچھ خرچ نہیں کرتے اور جو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتا ہے اس کے بارے میں فرمایا يُّوَفَّ اِلَيْكُم وہ بھرپور طریقے سے تمہیں لوٹایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُدھار نہیں رکھتا، تمہاری بھلائی کے لیے تم سے قرض مانگتا ہے تو سات سو گنا کر کے تمہیں واپس لوٹاتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپایا نہیں جا سکتا، وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ پاک مال ہو گا، اس کی رضا کے حاصل کرنے کے لیے ہو گا تو بڑھا کر لوٹایا جائے گا۔ ناجائز مال اور دھوکے سے یا غلط طریقے سے کمائے ہوئے مال کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں، وہ اس کو قبول نہیں کرے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احمدیوں پر بڑا احسان ہے کہ ہر احمدی مالی قربانی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے اور اس کا نیک ذرائع سے ہی کمایا ہوا مال ہوتا ہے۔ بعض دفعہ بعض لوگ غلط فہمی میں بعض کام کر جاتے ہیں لیکن عموماً نیک مال کی اور قربانی کی قبولیت کی تصدیق بھی فوری ہو جاتی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی برسات

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو سات گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دیتا ہے اور بعض اوقات تو کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے اور انسان کے پاس شمار کرنے کو گنتی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تو ان لوگوں سے حسن سلوک ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں جماعت احمدیہ میں تو ایسے بھی لوگ ہیں جو ابھی قربانی پیش کرنے کا ارادہ ہی باندھ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشیں ان پر نازل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ایسی ہی ایک مثال دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’ابھی کل ہی مجھے ایک دوست کا خط ملا ہے کہ میں سوچ رہا تھا کہ تحریک جدید کا نیا سال شروع ہونے والا ہے، مَیں اپنا وعدہ تین ہزار روپے لکھواؤں اور بیوی بچوں کی طرف سے اور بزرگوں کی طرف سے ملا کے مَیں اِس سال اِس کو بڑھا کر پانچ ہزار کر دیتا ہوں۔ تو کہتے ہیں خیال آیا کہ ادا کس طرح ہو گا؟ لیکن مَیں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ مَیں نے بہرحال اللہ کی توفیق سے انشاء اللہ، اتنا ہی یعنی پانچ ہزار روپے کا وعدہ لکھوانا ہے۔ کہتے ہیں اتنے میں ایک صاحب آئے اور ایک لفافہ مجھے دے گئے، کھولا تو اُس میں تین ہزار روپے تھے، کسی نے عید کے تحفے کے لیے بھیجے تھے۔ تو کہتے ہیں مَیں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر کر رہا تھا کہ ابھی تو سوچا ہی تھا کہ بڑھانا ہے تو اللہ تعالیٰ نے نواز دیا۔ اِسی دوران پھر ایک اور صاحب آئے، ایک لفافہ آیا جس میں پانچ ہزار روپے تھے، باہر سے کسی دوست نے اُن کو تحفہ بھیجا تھا۔ تو کہتے ہیں کہ مَیں نے سوچا کہ ابھی تو مَیں نے ارادہ ہی کیا ہے کہ وعدہ بڑھانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش شروع ہو گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جس طرح اُس نے فرمایا ہے بھرپور کر کے لوٹاتا ہے تو انہوں نے کہا چلو جب اِس طرح آ رہا ہے تو وعدہ ہی پانچ ہزار کی بجائے دس ہزار کر دو اور پھر اپنی بیوی سے کہا کہ مَیں نے تو یہ وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک شروع ہوا ہے، تمہارا کیا ارادہ ہے؟ بیوی نے بھی اپنا وعدہ بڑھایا کہ میرا بھی اتنا لکھوا دیں۔ میں ان کو ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں ان کے ذرائع ایسے نہیں ہیں کہ آسانی سے اتنا دے سکیں لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کا فہم و ادراک ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی پر یقین ہے، دین کی ضرورت کا خیال ہے، خلافت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے ایک انعام سمجھتے ہیں اِس لیے بے خوف ہو کر یہ قدم اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ اِن کے اور ایسے بہت سے دوسرے لوگوں کے اَموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/نومبر2006ء)

ایک دوسرے موقع پر ایک ایسے ہی دوست کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’ایک صاحب نے لکھا کہ مَیں نے اپنا تحریک جدید کا وعدہ کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ مَیں ذاتی طور پر انہیں جانتا ہوں، توفیق سے بڑھ کر انہوں نے وعدہ کیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ جو بھی وعدہ انہوں نے کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کرنے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے۔ اس سال پھر انہوں نے جو وعدہ کیا تھا اس سے دو گنا وعدہ کر دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق کہ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:4) اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہ ہو گا، ایسا انتظام کیا کہ ان کی ضروریات بھی پوری ہو گئیں اور وعدہ بھی پورا ہو گیا۔ اور لکھتے ہیں کہ اس پر اپنے اس سچے وعدوں والے خدا کی حمد سے دل بھر گیا لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے دل جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جائیں ہم کبھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہمیشہ اپنے دلوں کو حمد سے بھرا رکھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا ہے کہ جتنا تم شکر کرو گے اتنا بڑھاؤں گا اور اللہ جب بڑھاتا ہے تو کئی گنا کر کے بڑھاتا ہے۔ تو ہمارا شکر تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتا جہاں تک اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیتا اور بڑھاوا کرتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حمد کرنے والوں اور اس پر توکل کرنے والوں کے ایمان کو اور بڑھاتا ہے۔ یہی صاحب لکھتے ہیں کہ سیکرٹری تحریک جدید نے جب کہا کہ اتنا وعدہ کر دیا ہے کس طرح ادا کرو گے؟ تو میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہیں فکر ہے تو اس خدا کو میری فکر نہیں ہو گی جس کی رضا چاہنے کے لئے اور جس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے میں نے وعدہ کیا اور یہ خرچ کر رہا ہوں؟ تو یہ حوصلے اور یہ توکل احمدیوں میں اس لیے ہے کہ انہوں نے اس زمانہ کے امام کی بیعت کی ہے اور بیعت میں آ کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا فہم و ادراک حاصل کر لیا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9نومبر2007ء)

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ناروے کا

جلسہ صدسالہ خلافت جوبلی

(رپورٹ: چوھدری افتخار حسین اظھر۔ ناروے)

قضاء قدر سے کسی کو مفر نہیں۔ خیر البشر، خاتم الانبیاء فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فریضۂ نبوت بھرپور طریق سے انجام دینے کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ موت ایک بہت بڑا حادثہ ہوتا ہے۔ آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ پر یہ حادثہ بڑا دوبھر ہوا لیکن آپؐ نے اپنی زندگی میں بے شمار خوش خبریاں پیش فرمائیں تھیں جو آپؐ کی امت کے لئے نہایت حوصلہ افزا تھیں۔ اشاعت اسلام و تبلیغ دین کے بارے میں جو نمایاں خبر تھی وہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے بارے میں تھی۔ جس کا وعدہ خداتعالیٰ نے بنی نوع انسان کی اُس جماعت سے کیا ہے جو اعمال صالح بجالانے والے ہونگے اور اُس کی خالصتاً عبادت کو حرزِ جان بنائیں گے۔ خلافت کی نعمت کی وارث آج روئے زمین پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔

آج سے تقریباً 135 سال قبل ہادیٔ برحق ﷺ کی پیش خبریوں کے مطابق مہدیٔ دوراں اور مسیح محمدیؑ کا ظہور ہوا اور یہ وہ زمانہ تھا جب دین اسلام ضُعف سے دوچار تھا۔ آپؐ کی چودہ سو سال پہلے کی پیشگوئیوں کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام پر شرمناک حملوں کا مُنہ توڑ جواب دیا شرک کی لعنت کے خلاف قلمی جہاد فرمایا جس سے شرک خس وخاشاک کی طرح نیست ونابود ہوکر اڑنے لگا۔ آپ نے دین اِسلام کی تجدید کے لئے بھرپور زندگی بسر کی اور اسلام کے خوش نما چہرہ پر جو غازہ جم گیا تھا اُسے دھوکر صاف وشفاف کیا۔ ایک مُدّت مدید خدمتِ اسلام کیلئے وقف کرنے کے بعد 26/مئی 1908ء کو اس دارفانی سے اپنے خالق ومالک کے پاس لبیک لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوگئے۔ آپ نے اپنی وفات سے قبل خبر دی تھی جو خداتعالیٰ بذریعہ الہام مسلسل آپ کو دے رہا تھا۔ ''کوچ کا وقت آگیا ہاں کوچ کا وقت آگیا''۔ جہاں آپ نے اپنی جماعت اور جانثاروں کو اپنی جدائی کی خبر دی وہاں آپ نے بشارت بھی دی کہ قدیم سے سُنت اللہ ہے کہ وہ قدرت ثانیہ دکھاتا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ میرے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور ہو۔

انبیاء تو تخم ریزی کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ اس تخم کی آبیاری اور نشوونما کا سلسلہ خلافت کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ (ناقل) لہٰذا خداتعالیٰ کے فضل سے آپ کے وصال کے دوسرے دن خلافت علیٰ منہاج نبوت کا پہلا تاج نور، منور کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حافظ مولوی نورالدینؓ کے سر پر چمکا اور یہ سلسلہ جماعت احمدیہ میں قائم ودائم ہے۔ اِمسال اس نعمت پر 27/مئی 2008ء کو سوسال پورے ہوئے جو حضرت محمد ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صداقت پر مہر ثبت کرتے ہیں نیز خلافت کا جماعت میں جاری رہنا بذات خود صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے جس کی آپؐ نے چودہ سو سال قبل پیش خبری فرمائی۔ اس سال جماعت احمدیہ عالمگیر کو 27/مئی 2008ء کو یہ توفیق ملی کہ اس نعمت کے سوسال پورا ہونے پر جشنِ تشکر منایا گیا اور بیک وقت پوری دُنیائے احمدیت میں ایمان افروز نظارے دیکھے گئے جو یقیناً ازدیادِ ایمان کا باعث بنے۔

جماعت احمدیہ ناروے کا جشن صدسالہ خلافت جوبلی اللہ تعالیٰ کے فضل سے 27/مئی 2008ء کو منایا گیا۔

اس دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا جو مبلغ سلسلہ ناروے مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے پڑھائی اور خشوع وخضوع سے دعائیں کی گئیں اور اِس ذات مستحق حمد وثنا کا بے حد شکرادا کیا گیا۔ جس نے یہ دن دکھایا جو اپنے وعدوں کا سچا اور پکا ہے۔ نماز تہجد مسجد نور میں ادا کی گئی۔ ایک سوبکروں کا صدقہ بھجوایا گیا۔ اُس کے شکر کا حق یہی ہے کہ اُس کے حکم کے مطابق اور بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اُسے بجالایا جائے۔

جلسہ کے لئے اوسلو سے دُور تقریباً 80 کلومیٹر ایک بڑا ہال (Letohallen) کرایہ پر لیا گیا۔ جہاں تزئین وآرائش کے ذریعے ہال کو سجایا گیا۔ جلسہ کے آغاز کا وقت صبح 10 بجے مقرر کیا گیا۔ دور ونزدیک جماعتوں نے شرکت کی۔ جماعت نے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا تاکہ کوئی ذرائع آمدورفت کی کمی کی وجہ سے شرکت سے محروم نہ رہ جائے۔ 10 بجے لوائے احمدیت نیشنل امیرصاحب ناروے مکرم زرتشت منیراحمد خان صاحب نے لہرایا جبکہ نارویجین جھنڈے مسٹر Per Lund سابق میئرلورن سکوگ اور مکرم نوراحمد صاحب بولستاد (نارویجین احمدی) نے لہرائے۔ اِس دوران نعرہ ہائے تکبیر، نعرہ ہائے احمدیت، نعرہ ہائے خلافت سے فضا گونجتی رہی۔ اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ نے نذرانہ عقیدت خلافت کے ترانے پیش کئے۔ اس موقع پر ایک سابق پارلیمنٹ ممبر مسٹر Kjell بھی موجود تھے۔ بچوں میں غبارے، احباب جماعت میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ معزز نارویجین مہمانوں کو پھول اور تحائف پیش کئے گئے۔

اس ابتدائی تقریب پر مکرم نیشنل امیرصاحب ناروے (زرتشت منیراحمد خان صاحب) نے دُعا کروائی اور خداتعالیٰ کا شکرادا کیا کہ اُس نے یہ خوشی کا دن دکھایا اور اپنا وعدہ پوری شان سے پورا فرمایا۔

پرچم کشائی کے بعد احباب ہال کے اندر تشریف لے آئے۔ ذیلی تنظیموں نے اپنے اپنے پروگرام منعقد کئے۔ لجنہ اماء اللہ ناروے نے ایک خوبصورت نمائش کا اہتمام کیا جس میں ادوار خلافت کے کارہائے نمایاں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اِس دن کے لئے پوری جماعت احمدیہ عالمگیر کی نظریں اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کی منتظر تھیں۔ لہٰذا وقت آگیا اور آپ کا نورانی چہرہ MTA کے ذریعے پردہ سکرین پر ظاہر ہوا۔ آپ کے خطاب سے قبل تلاوت قرآن کریم کی گئی اور ترجمہ پیش کیا گیا۔ قصیدہ حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود پیش کیا گیا۔ یہ تمام مناظر جماعت احمدیہ عالمگیر کے ساتھ جماعت احمدیہ ناروے نے ایک بہت بڑی سکرین پر دیکھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُرجوش اور جلالی خطاب کو بڑے انہماک سے سنتے رہے۔ اس وقت مردانہ اور زنانہ ہال میں حاضری 700 کے قریب تھی۔ تمام احباب جماعت ناروے نے کھڑے ہوکر حضور انور کے ساتھ عہد دہرایا۔ اُس وقت دلوں کی عجیب کیفیت تھی گویا بدنوں پر ایک لرزہ طاری تھا کیونکہ یہ خدا کے ساتھ عہد ہو رہا تھا کہ ہم اس کے دِین حنیف اور اسلام کے استحکام اور اُس کی نعمت کی پاسداری کریں گے اور حضرت محمدؐ کے جھنڈا کو پوری دنیا میں لہرائیں گے۔ اور اونچا رکھیں گے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ اس عہد سے آپ میں نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا ہوا ہوگا۔ ایک طویل اور پُراثر خطاب کے بعد آپ نے دُعا کرائی۔ جس میں MTA انٹرنیشنل کے ذریعے تمام ممالک کے احمدی آپ کی اقتداء میں شامل ہوئے۔

اجلاس دوم (نارویجین سیشن)

شام چھ بجے دوسرے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور نارویجین زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

اس سیشن کی پہلی تقریر نیشنل سیکریٹری تبلیغ مکرم فیصل سہیل صاحب نے کی آپ نے خلافت کے سوسال پورے ہونے کے موقع پر تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ موصوف مقرر نے خلافت راشدہ کا تعارف پیش کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض بیان کی اور فرمایا کہ آج تمام مذاہب کے لوگ کسی مصلح کی آمد کے منتظر ہیں۔ جیسے ہندو کرشنا اور عیسائی اور مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ آپ نے سامعین کو بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ان تمام آنے والوں کی جگہ روحانی اور جسمانی وجود تھا۔ جس نے بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود اور اسلام کی تنظیمِ نو کرنا تھی اور خداتعالیٰ کے وعدہ خلافت جو سورۃ النور میں مذکور ہے کے مطابق پہلے خلیفہ حضرت حافظ مولوی نورالدینؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

اس تقریر کے بعد مکرم نوراحمد بولستاد سابق امیرصاحب جماعت احمدیہ ناروے نے جماعت کی بنیاد کو موضوع سُخن بناتے ہوئے فرمایا کہ 1889ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی بنیاد ڈالی اور اعلیٰ ضابطہ اخلاق جو مفقود ہو چکا تھا اور اسلام کی حقیقی تعلیم متعارف کرائی۔ مکرم نور صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کا نارویجین ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

نارویجین مہمانان کرام کو مکرم امیر صاحب نے خوش آمدید کہا اور اپنے اپنے تأثرات پیش کرنے کیلئے دعوت دی۔ لورن سکوگ کے میئر Mr. Åge Toven نے وزیراعظم ناروے کا پیغام پڑھا اور صدسالہ خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارک پیش کی۔ عزت مآب وزیراعظم Mr. Jens Stoltenberg نے حضور انور کی خدمت میں سلام اور مبارکباد کا تحفہ بھجوایا۔

Nittedal کمیونٹی کی میئر نے اس موقع کی مناسبت سے مبارک باد پیش کی اور دعوت کا شکریہ ادا کیا۔ چھ کونسلوں کے میئر صاحبان نے اور دیگر معززین نارویجین احباب نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا اور مبارک باد پیش کی۔ پارلیمنٹ کے ممبر اختر چوہدری جو جسٹس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اُنہوں نے جماعت کو صدسالہ جوبلی کے موقع پر بہت بہت مبارک باد پیش کی۔

ناروے کی وزیر انتظامی امور اِس جلسہ میں مہمان خصوصی تھیں۔ انہوں نے نمائش ملاحظہ کی اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ لجنہ کی طرف تشریف لے گئیں۔ کھانا بھی اُن کے ساتھ تناول کیا۔ اپنی تقریر میں انہوں نے جماعت کو مبارکباد پیش کی اور نیک تمنّاؤں کا اظہار کیا۔

مکرم امیر صاحب نے تمام معززین، میئرز اور منسٹرز حضرات کو پھول اور تحائف پیش کرنے کے بعد دعا کرائی اور کھانے کی دعوت دی۔ وسیع پیمانے پر عمدہ دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ جسے مہمانوں اور احباب نے بہت سراہا۔ مہمانوں کو جوبلی کے سوونیر تحفہ کے طور پر پیش کئے گئے۔ یہ جلسہ صدسالہ خلافت جوبلی شاندار طریقے سے منعقد ہوا اور عمدہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

نوٹ: پاکستانی ایمبیسی سے ڈپٹی ایمبیسڈر اور کونسلر مکرم ڈاکٹر خالد صاحب اور فرسٹ سیکریٹری صاحب جلسہ خلافت میں تشریف لائے۔

❁❁❁❁❁❁

موصی کا پہلا اور آخری فرض

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے موصیان کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

''قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس پہلا اور آخری فرض ہے۔ اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقف عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور ان کی تحریک پر وہ لوگ حصہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی۔ اور ان پر فرض ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام شروع کریں۔ حتی کہ ان کے گھر میں کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی بچہ یا کوئی دیگر فرد جوان کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے پھر ترجمہ سکھانا ہے پھر قرآن کریم کے معانی، پھر اس کے علوم اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے۔

(مطبوعہ الفضل 10/اگست 1966ء)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت حافظ عبدالعزیز نون صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10؍مئی 2007ء میں حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب نونؓ کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب نونؓ 1875ء میں حلاپور ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ 1907ء میں قادیان آکر دستی بیعت کی توفیق پائی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بیعت سے پہلے میں صوم وصلوٰۃ کا تارک تھا لیکن بیعت کے خط میں ہی حضور اقدسؑ سے اوامر کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس کے بعد سفر اور حضر میں، بیماری اور صحت کی حالت میں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی۔

آپ بڑے پرانے موصی تھے اور اپنی حیات ہی میں اپنی جائیداد کا ایک حصہ صدر انجمن احمدیہ کے نام منتقل کردیا تھا۔ آپ کفایت شعار تھے لیکن سلسلہ کی ہر تحریک میں حصہ لیتے۔ تحریک جدید کا چندہ سابقون میں شامل ہونے کیلئے ادھار بھی لے کر ادا کردیا کرتے تھے۔ بہت صائب الرائے اور حاضر جواب تھے۔

آپ کے بیٹے مکرم میاں عبدالسمیع صاحب نون ایڈووکیٹ فرماتے ہیں کہ ''حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب نونؓ کے والد حافظ غلام محمد صاحب اور دادا حافظ غلام مصطفیٰ صاحب تھے۔ اس سے اوپر بھی جہاں تک شجرہ نسب ملتا ہے سب جدامجد حفاظ قرآن کریم تھے بلکہ خواتین بھی قرآن کریم کی حافظہ تھیں۔ چنانچہ آپؓ کی بہنیں اور پھوپھیاں بھی حافظ تھیں۔ حضرت حافظ غلام مصطفیٰ صاحب مشہور قاری اور علم حدیث کے متبحر عالم تھے۔ جب 1894ء میں کسوف وخسوف ہوا تو انہوں نے اعلان کردیا کہ امام مہدی ظاہر ہوچکے ہیں۔ لیکن ان کی جلد ہی وفات ہوگئی۔ حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب نے اس وصیت کو یاد رکھا ہوا تھا چنانچہ جونہی انہیں کسی اشتہار کے ذریعہ سے حضرت اقدسؑ کی آمد کی اطلاع ملی، انہوں نے قادیان کا عزم کیا اور جاکر بیعت کرلی۔

حضرت مولوی عبدالعزیز صاحبؓ ایک مشہور عالم خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپؓ کی بیعت سے گاؤں میں سخت ردّعمل پیدا ہوا اور آپؓ کو تکلیفیں بھی دی گئیں۔ آپؓ کے خلاف کئی قسم کے منصوبے بنائے گئے مگر چونکہ آپؓ خود بڑے زمیندار اور رعب والے انسان تھے اس لئے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ برملا ان کے روبرو تعصب کا اظہار کرسکے۔ آپؓ خود ایک ننگی تلوار کی طرح تھے۔ احمدیت کے نور کو چھپانا معصیت سمجھتے تھے اور تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ حضور اقدس کی جو کتاب آتی گھوڑے پر سوار ہوکر سنانے نکل جاتے۔ آپؓ کا غرباء سے سلوک مشفقانہ تھا اور ان کی عزت نفس کا بہت خیال رکھتے تھے چنانچہ وہ بھی آپ پر جان نچھاور کرتے تھے۔

حضرت حافظ صاحبؓ نے 10 مئی 1953ء کو وفات پائی۔

مشہور مستشرق......سر ولیئم میور

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ اپریل 2007ء میں مکرم طارق حیات صاحب کے قلم سے مستشرق سر ولیئم میور کا تعارف اور وجہ شہرت شامل اشاعت ہے۔

لفظ استشراق (Orientalism) اور مستشرق (Orientalist) اپنے اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے بہت پرانا لفظ نہیں ہے بلکہ اٹھارویں صدی کے اواخر میں اس کا استعمال شروع ہوا۔ جس کے معنی مشرقی خصوصیات، مشرقی طرز واداء، علوم وفنون اور تہذیب و ثقافت کے ہیں۔ اور مستشرق کے معنی ہوئے وہ شخص جو مشرقی زبانوں، علوم وفنون اور تہذیب وثقافت پر عبور رکھتا ہو۔ یعنی ماہر علومِ شرقیہ یا ماہر مشرقیات۔

عمومی طور پر مستشرق ان مغربی اور یورپین علماء اور محققین کے لئے عام ہوتا چلا گیا جنہوں نے اسلام اور آنحضرت ﷺ کی سوانح اور تاریخ کی بابت کتب لکھیں۔ مستشرقین کی تاریخ میں ہمیں Gerber Deoraliac (1938-1903) اور راجر بیکن (1294-1214) نظر آتے ہیں۔ اور ان سے بھی پہلے کے مصنف جان آف دمشق (754-700) کی کتب نظر آتی ہیں۔ ان مستشرقین نے اسلام اور بانی اسلام کے متعلق لکھنا شروع کیا اور پھر ان کی تعداد اور تصنیفات میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور یوں ایک رنگ میں صلیبی جنگوں کو قلم کے کی تلوار سے جاری رکھا گیا۔ سولہویں صدی عیسوی میں اس کو ایک باقاعدہ اور منظّم طریق پر تحریک کی شکل دیدی گئی۔ چنانچہ Guillaism Postel (1581-1510) فرانسیسی مستشرق ہے جو، مستشرقین کا بابا آدم شمار ہوتا ہے، اس کے لئے بنیادی کردار ادا کیا۔ تب سے لے کر اب تک سینکڑوں کی تعداد میں مستشرقین اپنی ''علمی اور تحقیقی'' تخلیقات کو پیش کرتے رہے اور ایک زمانہ ان کی علمی اور تحقیقی کاوشوں سے مرعوب بھی ہوتا رہا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک دنیا کا دل ان کی تصنیفات سے دُکھتا بھی رہا کیونکہ اُن میں انتہائی دل آزار اور نفرت انگیز مواد بھی خوب ہوتا تھا۔ بعض مستشرقین کا مقصد یہی تھا کہ کونسی ایسی بات ڈھونڈ کرلائیں کہ مسلمانوں کے دل دکھا کر صلیبی جنگوں میں شکست کا بدلہ لیں۔ چنانچہ نہایت ضعیف روایات کو وہ اپنی تحریروں کی بنیاد بناتے یا کسی اسرائیلی روایت پر اور یا پھر کوئی روایت خود ہی گھڑ لی۔ چنانچہ مغرب کے نامور محققین میں ایک بڑا حصہ مستشرقین کا ایسا ہے جو نہ عالم کہلانے کا مستحق تھا اور نہ ''محقق''۔ انصاف اور اخلاقی اصول و روایات کی کوئی پابندی اُن کے قلم اور ذہن میں نہیں تھی۔ اس زمانہ میں کتب کی اشاعت بھی نہ ہونے کے برابر تھی، اکثر لوگوں نے بخاری مسلم کا تو صرف نام ہی سنا تھا۔ ایسے میں ان صاحبان نے قدیم عربی کتب کی اشاعت اور ان کے تراجم کا اہتمام کیا۔ لیکن اس کے بدلہ میں پوری اسلامی دنیا سے جو انتقام لیا وہ بہت تکلیف دہ اور دردناک ثابت ہوا۔ بہت سے مستشرقین کو عربی زبان پر عبور تو کیا کوئی قابلِ ذکر مہارت بھی نہ تھی اور اسلام کے بنیادی اور ابتدائی مآخذ کی طرف رسائی تو شاید کسی کو بھی نہ تھی یا تھی تو ان کا تعصّب آڑے آتا تھا اور وہ نظریں چُرا لینے پر مجبور تھے۔ چنانچہ وہ علم و تحقیق کے ساتھ انصاف اور رواداری کا بھی خون کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس فہرست میں جو مستشرقین شامل ہیں، اُن میں

Francis Becon (1560-1626)
Andrea Dandolo Vediee
Irving Washington
Lammens (1862-1937)
Dr. Sprenger

نیز سر ولیئم میور اور ویری وغیرہ۔

ہرچند کہ اسلام کے ''ویریوں'' (دشمنوں) کی تعداد مستشرقین میں بہت زیادہ ہے لیکن کچھ ایسے بھی منصف مزاج اور قدرے معقول مستشرقین بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ مقدس میں خراج تحسین پیش کیا جو کہ ان کی علم دوستی، شرافت اور کسی قدر غیر جانبدارانہ تحقیق کا ثبوت ہے۔ ان میں

John William Draper (1875)
Lamartine (1854)
R. Bosworth Smith (1876)
Carlyle Thomas
John Davenport
W. Montogomery Watt

اور D.S.Margolioth کے نام قابل ذکر ہیں۔

سر ولیئم میور (Sir William Muir) کی بحیثیت مستشرق شہرت اس کتاب سے ہوئی جو اس نے نبی اکرم ﷺ کی سوانح پر لکھی ہے۔ کتاب کا نام ہے: The Life of Mahomet۔ یہ کتاب دراصل انہوں نے اس زمانہ میں ہندوستان کے مشہور عیسائی مناظر پادری فنڈر Rev.C.G.Fander کی فرمائش پر لکھی تھی۔ یہ پادری صاحب خود بھی اسلام اور آنحضرت ﷺ کے خلاف زہر اُگلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، ''میزان الحق'' انہی کی تصنیف ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے: ''جب پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابیں شائع کیں تو 1859ء تا 1860ء کا ذکر ہے کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب کے پاس جو خاص ہمارے لئے استاد رکھے ہوئے تھے پڑھا کرتا تھا اور اس وقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی تو اس کی میزان الحق دیکھنے میں آئی ایک ہندو نے جو میرا ہم مکتب تھا اس کی فارسی دیکھ کر اس کی بڑی تعریف کی۔ میں نے اس کو بہت ملزم کیا اور بتایا کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تُو نری زبان پر جاتا ہے''۔

موصوف پادری صاحب کی بابت حضورؑ نے فرمایا: ''اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا یہ طریق نہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک محدود تھیں۔ قریباً تیرہویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اوّل بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈر صاحب تھے۔''

سر ولیئم میور نے آنحضرت ﷺ کی سوانح کی بابت جو کتاب لکھی، اس کے چار حصے ہیں۔ اس کا پہلا ایڈیشن انگلستان میں 1861ء۔ دوسرا 1876ء اور تیسرا 1894ء میں شائع ہوا۔ 1912ء میں اس کتاب کا Revised Edition شائع کیا گیا جو 1923ء میں John Grant Edinburgh کے زیراہتمام شائع ہوا اور تب اس کے صفحات کی تعداد 556 ہوگئی جس میں 75 صفحات تعارف کے مزید شامل کرلئے جائیں تو 631 صفحات ہوجاتے ہیں۔ یہ کتاب بھی سابقہ مستشرقین کی ڈگر پر چلتے ہوئے اور بے سروپا روایات کو بھی سرآنکھوں پر جگہ دیتے ہوئے لکھی گئی ہے گو ذرا طرز استدلال مختلف ہے۔ اس کتاب کا جواب سرسیّد احمد خانصاحب نے دینا شروع کیا اور پہلے حصہ کا جواب ''خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ'' کے نام سے شائع بھی ہوگیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ 1870ء میں لندن سے A Series of Essays on the Life of Muhammad کے نام سے طبع ہوا اور اصل اردو کتاب 1887ء میں ہندوستان میں چھپی۔

ولیئم میور 27 اپریل 1819ء کو انگلستان میں پیدا ہوئے۔ ایڈنبرا، گلاسگو اور سیل بری یونیورسٹیز سے تعلیم حاصل کی۔ 1837ء میں بنگال سول سروس میں شامل ہوئے۔ 1857ء کے ہنگاموں میں وہ آگرہ میں محکمہ جاسوسی کے نگران تھے۔ 1864ء میں محکمہ خارجہ کے سیکرٹری، 1865ء میں سپریم کورٹ کے ممبر اور پھر لیفٹیننٹ گورنر آگرہ اور اودلا کا رہے۔ 1885ء میں ایڈنبرا یونیورسٹی کے وائس چانسلر بن گئے۔ 11؍جولائی 1905ء کو ان کا انتقال ہوا۔

ولیم میور کی تصانیف درج ذیل ہیں:

The Life of Mahomet.
The Mameluke Dynasty.
The Mohammadan Controversy.
Annalasis of Early caliphate.
The Coran.

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6 جولائی 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم اعظم نوید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ذیل میں پیش ہے:

فیض سے اپنے با ہُنر کردے
اب مرے لفظ میں اثر کر دے
چشم گریاں ہے اس کی فُرقت میں
ہجر کا وقت مختصر کردے
ظلمتوں سے نکالنے والے
شبِ دیجور کی سحر کر دے
کتنا بے تاب ہے یہ کاسۂ دل
کوچۂ یار میں خبر کر دے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
20th February 2009 – 26th February 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 20th February 2009

00:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05	Al Maa'idah: a cookery programme teaching how to prepare various dishes.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th March 1997.
02:40	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
03:35	Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 8th July 1998.
04:35	Moshaairah: an evening of poetry
05:45	MTA Travel: a documentary featuring a visit to the Everglades in Florida.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Naisrat) with Huzoor recorded on 17th February 2007.
07:55	Discussion: a discussion programme on Hadhrat Musleh Maud (as).
08:50	Spotlight: a speech delivered by Muhammad Azam Ikseer about the life and achievements of Hadhrat Musleh Maud (as).
09:35	Hadhrat Musleh Maud (as): an English documentary about the Promised Reformer.
09:55	Indonesian Service
10:55	Interview with Professor Chaudhry Muhammad Ali about his memories of Hadhrat Musleh Maud (as).
11:50	Tilawat & MTA News
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh Mosque, London.
14:15	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:15	Interview [R]
16:05	Friday Sermon [R]
17:15	Spotlight
18:00	MTA World News [R]
18:10	Hadhrat Musleh Maud (as) [R]
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:15	Friday Sermon [R]
22:35	Hadhrat Musleh Maud (as): An Urdu documentary narrated by Imam A M Rashid.
23:00	Discussion [R]

Saturday 21st February 2009

00:05	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:35	Hadhrat Musleh Maud (as): an English documentary about the Promised Reformer.
02:05	Discussion: a discussion programme on Hadhrat Musleh Maud (as).
03:00	MTA world News
03:10	Friday Sermon: rec. on 20th February 2009.
04:25	Hadhrat Musleh Maud (as) [R]
04:40	Interview
05:30	Hadhrat Musleh Maud (as): Urdu Documentary
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:50	Friday Sermon: recorded on 05/05/2006.
07:55	Seerat Sahabiyat
08:50	Friday Sermon: rec. on 20th February 2009.
09:50	Indonesian Service
10:50	French Service
11:25	Attractions of Australia
11:55	Tilawat & MTA News
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:10	Children's Class with Huzoor, recorded on 21st February 2009.
16:30	Friday Sermon: rec. on 05/05/2006 [R]
17:30	Attractions of Australia
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: an Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:05	Children's Class [R]
22:15	Persecution: a programme about the persecution of Ahmadi Muslims in Pakistan [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday 22nd February 2009

00:00	Tilawat & MTA News
00:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 19th March 1997.
01:55	Seerat Sahabiyat
03:00	MTA World News
03:30	Friday Sermon: rec. on 20th February 2009.
04:30	An Evening with Ismatullah
05:30	Attractions of Australia
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's class with Huzoor. Recorded on 21st February 2009.
08:30	Canadian Winter Activities
09:00	Learning Arabic: lesson no. 6.
09:15	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to West Africa in 2004.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 5th May 2006.
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad 20th February 2009.
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 22nd February 2009.
16:25	Canadian Winter Activities [R]
17:00	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:15	Huzoor's Tours [R]

Monday 23rd February 2009

00:00	Tilawat & MTA News
00:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 20th March 1997.
01:55	Friday Sermon: rec. on 20th February 2009.
03:00	MTA World News
03:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th June 1998.
04:45	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor recorded on 2nd June 2007.
08:05	Le Francais C'est Facile
08:30	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 14th February 1999.
09:40	Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 2nd January 2009.
10:40	Spotlight: an address delivered by Muhammad Hameed Kausar on the topic of 'the life and character of the Promised Messiah (as)' on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2006.
11:20	Medical Matters: a health programme.
12:00	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon
15:10	Spotlight [R]
15:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
16:55	French Mulaqa'at: Recorded on 14th February 1999 [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th March 1997.
20:35	MTA International News
21:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
22:25	Friday Sermon [R]
23:30	Spotlight [R]

Tuesday 24th February 2009

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15	Le Francais C'est Facile
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th March 1997.
02:45	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 22nd February 2008.
03:45	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 14th February 1999.
04:45	Medical Matters: A health programme
05:20	Spotlight: an address delivered by Muhammad Hameed Kausar on the topic of 'the life and character of the Promised Messiah (as)' on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2006.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 22nd February 2009.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th October 1998.
09:00	An English discussion programme on Hadhrat Khalifatul Masih I (ra).
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Jalsa Salana Ghana 2008: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th April 2008.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
16:10	Question and Answer Session
17:00	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon.
20:30	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
22:15	Jalsa Salana Ghana 2008 [R]
23:00	An English discussion programme on Hadhrat Khalifatul Masih I (ra). [R]

Wednesday 25th February 2009

00:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00	Learning Arabic: lesson no. 29.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th March 1997.
02:45	MTA Travel: a visit to the island of Capri.
03:10	Question and Answer Session
04:05	An English discussion programme on Hadhrat Khalifatul Masih I (ra).
05:05	Jalsa Salana Ghana 2008
06:05	Tilawat & MTA News
06:50	Jamia Ahmadiyya UK Class with Huzoor, recorded on 9th June 2007.
08:00	The Second Advent of Khilafat: An Urdu discussion programme on the period of Khilafat of Hadhrat Khalifatul Masih III (ra).
09:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th November 1998.
10:25	Indonesian Service
11:20	Swahili Muzakarah
12:20	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:25	Bangla Shomprochar
14:25	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th September 1984.
15:05	Jalsa Salana speeches: speech delivered by Atta-ul-Mujeeb Rashid about 'the noble example of the Holy Prophet (saw)' Recorded on 29th July 2000.
15:50	Shamail-e-Nabwi: programme on the life of the Holy Prophet (saw).
16:10	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
17:15	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th March 1997.
20:40	MTA International News
21:10	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
22:20	Jalsa Salana Speeches [R]
23:00	Shamail-e-Nabwi [R]
23:25	From the Archives [R]

Thursday 26th February 2009

00:05	Tilawat & MTA News Review
01:00	Hamaari Kaenaat
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th March 1997.
02:40	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th September 1984.
03:30	Attractions of Australia
04:05	The Second Advent of Khilafat
05:15	Jalsa Salana Speeches
06:05	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th November 2007.
08:00	English Mulaqa'at: Recorded on 1st May 1994.
09:10	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
10:00	Indonesian Service
10:55	Pushto Service
11:40	Al Maaidah: a cookery programme
12:00	Tilawat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar: Bengali translation of Friday sermon delivered on 20/02/2009.
13:55	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. on 14/07/1998.
14:55	Huzoor's Tours [R]
15:45	English Mulaqa'at: Recorded on 1st May 1994. [R]
16:55	Moshaairah: an evening of poetry
18:00	MTA World News [R]
18:30	Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar
20:35	MTA International News
21:10	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. 14/07/1998 [R]
22:10	Al Maaidah [R]
22:25	MTA Travel: a visit to Calgary, Canada.
22:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 13 February, 2009 | Issue No. 07

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

بطل احمدیت ڈاکٹر عبدالسلام کا لیکچر بحرین میں

جناب الحاج معین الدین احمد صاحب بطل احمدیت ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوراللہ مرقدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

نوبل انعام یافتہ پروفیسر عبدالسلام نے بحرین میں ایک خطبہ ''خلیجی یونیورسٹی کا نظریۂ مستقبل'' کے عنوان پر مئی 1983ء میں دیا تھا جس میں انہوں نے کہا:

''قرآن پاک اور مقدس پیغمبر کے ذریعہ جن فرائض کا ہمیں احساس دلایا گیا ہے ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا سماج سائینٹفک مطالعہ کے نشأۃ ثانیہ کی جانب ذمہ داری کے ساتھ قدم اٹھائے۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ کم از کم ہماری نصف افرادی طاقت سائینٹفک تربیت سے بہرہ یاب ہو جائے۔ روس میں ایسا ہی کیا گیا۔ یہی جاپان میں 19ویں صدی کے ''میجی'' بغاوت کے بعد ہوا۔ آج یہی قدم جمہوریہ چین کے عوام نے بڑے منصوبہ بند اور پُرجوش طریقہ پر اٹھایا ہے۔ ان کے منصوبے کے نشانے خلائی سائنس، علم توالد وتناسل، مائیکرو الیکٹرانکس، اعلیٰ انرجی فزکس، تھرمونیوکلر انرجی اور زراعت ہیں۔ ان اقوام نے یہ اچھی طرح جان لیا ہے کہ تفوق و برتری حاصل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے سائنس پر مکمل فتح۔ وہ یہ گمان بھی نہیں کرتے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا حصول ان کی تہذیبی روایات کی تباہی کا باعث ہوگا کیونکہ ان کا ایقان ہے کہ ان کی روایات اور رسوم و رواج اس قدر کمزور اور خام نہیں ہیں''۔

ابتدائی مسلمان مقدس قرآن کے احکام اور حدیث شریف کی ہدایات پر سنجیدگی کے ساتھ عمل پیرا تھے۔ انہوں نے بڑے خلوص سے علم و تعلیم کا اکتساب کرنا شروع کیا اور بہترین نتائج حاصل کئے۔ سائنسی ترقی و برتری کا پہلا اقدام ابتدائی مسلمانوں میں ایک ایسے معقولیت پسند جماعت کی جانب سے کیا گیا جنہوں نے تعلیم اور مادی ترقی کے میدان میں معقولیت پسندی اور استدلال کی بنیاد پر اپنے آپ کو نمایاں کیا۔ ساتھ ہی ساتھ قرآنی ہدایات کی تفہیم کر کے مظاہر قدرت کے اسرار کا مطالعہ کرنے کے لئے قدامت پسند مکتب خیال کے باصلاحیت علماء اور دیگر افراد کو بھی اس مہم میں شامل ہونے کے لئے اکسایا''۔

(''علماء'' صفحہ 22-23۔ ناشر اسلامک بک سینٹر نئی دہلی ۔طبع اول 1990ء)

ایک دلچسپ اقتباس

مشہور مؤرخ محمد حمیداللہ مرحوم نے بتایا:

''غیر متعلق ہی سہی، ایک ذاتی تجربے پر اس بحث کو ختم کیا جاتا ہے۔ میرے کچھ مضمون ووکنگ کے اسلامک رویو میں چھپے اور مندرجات نہیں رسالہ مضمون کی بنا پر مجھے احمدی سمجھا جاتا ہے۔ مجھے کراچی میں کسی نے نماز میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھاتے دیکھ لیا اس پر ایک اہل حدیث مدرسے سے خط پیرس آیا ہے کہ ''آپ ہمارے میں سے ہیں اس لئے ہمارے مدرسے کی مہتممی قبول فرمایئے''۔

پیرس کے ایک یہودی بلکہ صیہونی رسالے میں میرا ایک مضمون چھپا۔ اس کی بنا پر پیرس میں شہرت ہوئی کہ مَیں نومسلم یا نیم مسلم یہودی ہوں۔ غالبًا دینوری بھی ''شعر مرا بمدرسہ کہ بُرد'' کہہ کر ''جواب جاہلاں......الخ'' پر عمل کرے گا''۔

(مقدمہ کتاب ''الاخبار الطوال'' ۔اردو ترجمہ صفحہ 8۔ ناشر مرکزی اردو بورڈ لاہور 1965ء)

سعودی عرب کا سیاسی جغرافیہ

رضا خانی مذہب کے ایک عالم پروفیسر عبدالرحمٰن انماری کے قلم سے:

''بیسویں صدی میں یورپ کے مشنری ادارے تمام عالم اسلام کے گلی کوچوں میں حشرات الارض کی طرح پھیل گئے اور ہزار پا سرطان کی طرح امت مسلمہ کے جسم میں اپنے زہریلے پنجے گاڑ دئے۔ ان مشنری اداروں کا مقصد اساسی متعین کرتے ہوئے ایک رپورٹ تیار کی گئی جس کا عنوان تھا:

"Christian Workers in Islamic World"

اس رپورٹ کا مرتب لکھتا ہے:

''ہم مسیحی کارکنوں کا فرض ہے کہ ہم اسلام کے خلاف تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں کے دلوں میں سے یقین واعتماد متزلزل کر دیں۔ ایسی کتابیں، لٹریچر اور دیگر چیزیں شائع کرتے رہیں جس سے اللہ کی ذات وصفات، محمد ﷺ کی رسالت، عظمت اور سیرت، نیز قرآن کی محفوظیت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہوں''۔ (التبشیر والاستعمار صفحہ 191)

یہ تھا بیسویں صدی میں یورپ، امریکہ اور پورے عالم کفر کا سب سے بڑا مشترکہ منصوبہ جس پر اس پوری صدی میں کام ہوتا رہا اور اکیسویں صدی میں بھی جاری رہے گا۔ آیئے ایک برطانوی جاسوس ہمفرے کے اعترافات اس کی اپنی ڈائری میں سے پڑھیں اور صلیبی استعمار کے زہریلے منصوبے کی بعض تفصیلات سے آگاہی حاصل کرتے چلیں:

''مدتوں حکومت برطانیہ اپنی نوآبادیوں کے بارہ میں فکرمند رہی اور ایسے منصوبے بناتی رہی جن سے ہماری نوآبادیاں مستحکم ہوں اور نئے علاقوں میں ہمارا اثر ورسوخ قائم ہو۔ اس سلسلے میں ایک مربوط جاسوسی نظام تشکیل دیا گیا۔ ہزاروں جاسوس تمام مسلم علاقوں میں بھیجے گئے اور ان کی رہنمائی کے لئے کئی کتابیں اور رپورٹیں تیار کروائی گئیں جن میں سے ایک کتاب کا عنوان تھا:

''اسلام کو کیونکر صفحۂ ہستی سے مٹایا جائے''۔

اس میں وہ بہترین عملی پروگرام مرتب تھے جن پر برطانوی جاسوسوں کو کام کرنا تھا۔ نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی کہ مَیں نجد کے محمد بن عبدالوہاب کو ایک نئے دین کے اظہار کی دعوت پر آمادہ کروں کیونکہ وہ ایک قابل بھروسہ اور ہمارے مقاصد کو روبہ عمل لانے کے لئے مناسب ترین آدمی تھا۔ چنانچہ مَیں شیخ سے ملا اور اسے ہمارے پروگرام کی تکمیل پر آمادہ پاکر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ہمارا پروگرام جسے شیخ عبدالوہاب نجدی نے انجام دینا تھا ان نکات پر مشتمل تھا:

(1) پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت کا سہارا لے کر شرک وبت پرستی کو مٹانے کے بہانے مکّہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے مقدس مقامات کو تاراج کرنا۔

(2) اسلامی ممالک میں فتنہ وفساد اور شورش و بدامنی پھیلانا۔

(3) اسلام کی تعلیمات اور قرآن وحدیث پر مسلمانوں کا اعتماد متزلزل کرنا۔

شیخ عبدالوہاب نجدی نے مجھے یہ اطمینان دلایا کہ وہ نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کے اس پروگرام کو روبہ عمل لانے میں اپنی پوری کوشش کرے گا اور پھر وہ اس کام پر لگ گیا''۔ (ہمفرے کے اعترافات ،تلخیص)

(ماخوذ از کتاب ''توہین رسالت کے فتنے'' صفحہ 30-31 ۔ ادارۂ اشاعت مدینہ فاؤنڈیشن مئی 2008ء)

جناب سیف نیاز کا ''آشوب شہر'' ملاحظہ ہو جو پوری مسلمان دنیا بالخصوص سعودیہ کا مرثیہ بھی ہے۔ ؎

انجام سے یہ قوم بے نیاز ہے
بربادیوں سے روز ہی سازباز ہے
اس قوم کی صفوں میں تو ایسے بھی لوگ ہیں
دل میں ہے سومنات زبان پرحجاز ہے
قراءت سے لے کر محفل رقص و سرود تک
ٹی وی میں غرق دین و حیا کا جہاز ہے
گفتار دلفریب ہے کردار خوفناک
اس پر بھی ہم کو رحمت باری پہ ناز ہے

(نوائے وقت 6/اگست 1977ء صفحہ 5)

جماعت احمدیہ گیانا (Guyana) کے 27ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: احسان اللہ مانگٹ۔ مبلغ انچارج گیانا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گیانا (Guyana) کا 27 واں جلسہ سالانہ مورخہ 25 اور 26/ اکتوبر 2008ء کو منعقد ہوا۔

جلسہ کے پہلے روز تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جلسہ میں شامل تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر نیشنل صدر کے ساتھ ''عہد وفائے خلافت'' دہرایا۔ بعدازاں خاکسار احسان اللہ مانگٹ مبلغ انچارج نے ''خلافت کی برکات'' جبکہ مکرم اسماعیل محمد صاحب نے ''خلافت احمدیہ'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔

صدر جماعت مکرم محمد علی صاحب کی تقریر کا موضوع "A Khilafa Cannot be Removed from his devine office". تھا۔ اس کے بعد اطفال نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے بارہ میں تقاریر پیش کیں۔ شام کے کھانے کے بعد یہ اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرے روز جلسہ کا آغاز صبح چار بجے نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم دیا گیا۔ دوسرے اجلاس میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم David Ahmad نے تقریر کی جس کا عنوان

"Khilaft- Devine Leadership Promise of Allah"

اس کے بعد مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب نے اپنے خطاب میں خلافت راشدہ اور خلافت احمدیہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ اطفال نے آنحضورؐ اور خلفاء راشدین کے بارہ میں تقاریر کیں۔ اس کے بعد خلفاء کے ساتھ ملنے والے نومبائعین اور ممبران جماعت نے حضور انور کے ساتھ اپنی اپنی ملاقات کا حال بڑے پیارے انداز میں پیش کیا۔

جلسہ کے دوسرے روز مہمان خصوصی H.E. Mr Dudnanght Singh اٹارنی جنرل اور مذہبی امور کے وزیر تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں بتایا کہ اسلامی تعلیمات جیسے نماز، روزہ وغیرہ نظم وضبط کی اعلیٰ تلقین کرتی ہیں۔ انسان چاہے جس مذہب کی بھی پیروی کرے اسے اعلیٰ اخلاق اور دوسرے انسان کے مذہب کی عزت کرنی چاہئے۔

امریکہ کے سفیر خود حاضر نہ ہو سکے ان کی طرف سے پیغام ملا جس میں انہوں نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے مبارکباد پیش کی۔

جلسہ میں عیسائی اور دیگر مسلمان تنظیموں کے رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ حاضرین کی کل تعداد 90 تھی۔ جن میں 30 غیر از جماعت مہمان تھے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ خلافت جوبلی کی دوسری صدی سب احمدیوں اور خاص طور پر گیانا کے لئے بابرکت فرمائے اور ہمارے لئے غیر معمولی ترقیات کا باعث بنے۔ آمین

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد